بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 47

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

شمارہ 47

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

28 رجب 1419 ہجری 19 نبوت 1373 ہش 19 نومبر 98ء

لندن 14 نومبر 98ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

کل حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا آپ نے تبتل الی اللہ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس سلسلہ میں آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے اقتباس پیش فرمائے۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس

لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسلیئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذّت اور سُرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مجھے اَور بھی افسوس ہوتا ہے کہ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابلِ عزّت سمجھے جائیں اور پھر اس نماز سے یہ بات اُن کو حاصل بھی ہو جاتی ہے یعنی وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پھر کیوں ان کو یہ کھا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے، [1] بننے سے اُن کو عزّت نہ ملے گی اور کیسی عزّت ملے گی۔

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سُست اسی لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذّت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ کسل کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اَور بھی سُستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتے۔ پھر سوال یہی ہوتا ہے کہ کیوں اُن کو اس لذّت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی اس مزے کو انہوں نے چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سُننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا اُن کے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دوکانیں دیکھو تو مسجد کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔

پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دُعا مانگنی چاہیئے کہ جس طرح اور پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذّتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزا چکھادے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سُرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت اس کے بالمقابل مجسّم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھ کر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو چھوڑ کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اُسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذّت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذّت کیونکر حاصل ہو۔

میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے درپے پیتا جاتا ہے یہانتک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور زیرک انسان اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہانتک کہ اس کو سُرور آجاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذّت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دُعا پیدا ہو کر وہ لذّت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذّت حاصل ہو جائے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اُس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ ان الحسنات یذھبن السیّئات۔ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دُعا کرے کہ وہ نماز جو صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے یہ جو فرمایا ہے کہ ان الحسنات یذھبن السیّئات یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فواحش اور بُرائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں مگر نہ رُوح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ اُن کی رُوح مُردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا۔ اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا اور الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی رُوح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے وہ نماز یقیناً یقیناً بُرائیوں کو دُور کر دیتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں۔ نماز کا مغز اور رُوح وہ دُعا ہے جو ایک لذّت اور سُرور اپنے اندر رکھتی ہے۔ ارکان نماز دراصل رُوحانی نشست و برخاست کے اظلال ہیں۔

انسان کو خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا طیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کیلئے کس قدر گردن جھکاتا ہے۔ اور سجدہ کمال ادب اور کمال تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں۔ اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر اُن کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اُتاری جائیں اور اُسے ایک بارگراں سمجھ کر اُتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتلاؤ اس میں کیا لذّت اور حظ آسکتا ہے۔ اور جب تک لذّت اور سرور نہ آئے اُسکی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ رُوح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانۂ اُلوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے رُوح بھی بولے۔ اس وقت ایک سُرور اور نُور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔

میں اس کو اور کھول کر کہنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے۔ یعنی کہاں نُطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نُطفہ کے اجزاء یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور اُن کی ساخت اور بناوٹ اور پھر نُطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ پھر جوان، بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گذرے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھچا ہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے۔ غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذّت اور سُرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈال دے اس کا فیضان اور پرتو اس پر نہیں پڑتا۔ اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذّت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے اس مقام پر انسان کی رُوح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسوی اللہ سے اُسے انقطاع ہو جاتا ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی محبّت اس پر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے۔ ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا نام صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر جاتی اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے جو سالک کو راستے کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اس کی راہ میں ہوتے ہیں آگاہ کر کے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے کیونکہ اُس کے ہاتھ میں نہیں اس کے شمعدان دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلّل کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اُسے آ کیونکر سکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فحشاء کی طرف اس کی نظر اُٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض اسے ایسی لذّت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اُسے کیونکر بیان کروں۔ (ملفوظات جلد ۹ صـ ۶-۱۰)

[1] یہاں سے کچھ عبارت کاتب سے رہ گئی معلوم ہوتی ہے فقرہ یوں ہونا چاہیئے "تو کیا مخلص بننے سے انکو..... الخ"

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان :

خطبہ جمعہ

مومن ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں اور تقویٰ کی دوربین سے اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھتے رہتے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۸؍ستمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۸؍تبوک ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمداً عبده و رسوله-

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - اياك نعبد و اياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿قدافلحَ المؤمنُون الذينَ هُم فى صَلَاتِهِم خٰشِعُون. وَالَّذينَ هُم عَنِ اللَّغوِ مُعرِضُون﴾

(سورة المومنون آيات ۲ تا ۴)

ان آیات پر خطبہ دینے سے پہلے میں گزشتہ خطبے کے تسلسل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند حوالے پیش کر رہا ہوں جو وقت ختم ہونے کی وجہ سے پہلے پیش نہیں کئے جا سکے تھے۔ دس پندرہ منٹ کے اندر امید ہے یا اس سے بھی پہلے یہ مضمون ختم ہو جائے گا یعنی مضمون تو ختم نہیں ہو سکتا مگر اس خطبے میں میں اس کو ختم کروں گا اور آئندہ پھر جب توفیق ملے گی دوبارہ چھیڑوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خلاصہ مطلب یہ کہ مومن جو وجود روحانی میں پنجم درجہ پر ہیں وہ اپنے معاملات میں خواہ خدا کے ساتھ ہیں خواہ مخلوق کے ساتھ بے قید اور خلیع الرسن نہیں ہیں"۔ گھوڑے کی رسّی کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گھوڑا جہاں چاہے چلا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں خلیع الرسن تو ایسا انسان جس پہ کوئی پابندی نہ ہو وہ جدھر منہ اٹھے اس طرف بھاگ پڑے اس کو خلیع الرسن کہتے ہیں تو فرمایا خواہ خدا تعالیٰ سے معاملات ہوں خواہ مخلوق کے ساتھ ان دونوں میں اس کی رسی کھلی نہیں چھوڑی جاتی وہ بعض پابندیوں کی حدود میں رہتا ہے اور جدھر چاہے ادھر منہ کر کے بے تحاشا دوڑ نہیں سکتا۔ کیوں؟ "اس لئے کہ اس خوف سے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی اعتراض کے نیچے نہ آجاوے"۔ یہ ڈر ہے جو اسے مختلف امور میں زیادتیوں سے بچائے رکھتا ہے۔ "اپنی امانتوں اور عہدوں میں دور دور کا خیال رکھ لیتے ہیں۔ ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں"۔ "اپنی امانتوں اور عہدوں میں دور دور کا خیال رکھ لیتے ہیں"۔ یہ ایک بہت ہی اہم حصہ ہے اس عبارت کا جس کی تشریح ابھی اس کے بعد آئے گی۔

"اور ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں اور تقویٰ کی دور بین سے اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھتے رہتے ہیں"۔ اب اگر سرسری نظر سے آپ مطالعہ کریں تو اپنے اندر ہی دوربین کے استعمال کی ضرورت نہیں پیش آسکتی۔ خوردبین کے استعمال کی ضرورت پیش آنی چاہئے کیونکہ خوردبین نزدیک کی چیز کو بڑا کر کے دکھاتی ہے۔ لیکن جو پہلی عبارت کا حصہ ہے اس سے اس دوسری عبارت کی تشریح ہو رہی ہے۔ اپنی امانتوں اور عہدوں میں دور دور کا خیال رکھ لیتے ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ انسان کے اندر اس کی مخفی حالتیں اس سے بہت دور ہوتی ہیں اور معنوی لحاظ سے بعض دفعہ اتنا دور ہوتی ہیں کہ وہ دوربین کے سوا انہیں دیکھ ہی نہیں سکتا۔ تو یہاں دوربین کے لفظ کا استعمال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرفان پر ایک گہری دلالت کرتا ہے یعنی بہت ہی گہرا عرفان ہے اور ہر لفظ بہت احتیاط سے اور چُن کے لکھتے ہیں۔

"تا ایسا نہ ہو کہ درپردہ ان کی امانتوں اور عہدوں میں کچھ فتور ہو"۔ یعنی پردے کے پیچھے چھپی ہوئی چیز جیسے دکھائی نہیں دیتی اس طرح ان کو اپنی روحانی حالتوں کو غور سے دیکھنے کے لئے اور دور دور تک ان پر نظر کرنے کی خاطر گہری نظر سے دیکھنا پڑتا ہے۔ "جو امانتیں خدا تعالیٰ کی ان کے پاس ہیں جیسے تمام قویٰ اور تمام اعضاء اور جان اور مال اور عزت وغیرہ ان کو حتی الوسع اپنی پابندئ تقویٰ بہت احتیاط سے اپنے اپنے محل پر استعمال کرتے ہیں"۔ اب اس عبارت میں تو زندگی کا ہر مشغلہ شامل ہو جاتا ہے کیونکہ تمام قویٰ، تمام اعضاء، جان، مال، عزت ان سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جملے میں سمیٹ لیا ہے۔ تو ساری زندگی کے مشاغل اسی احتیاط کے پابند ہو جاتے ہیں۔

"حتی الوسع پابندئ تقویٰ بہت احتیاط سے اپنے اپنے محل پر استعمال کرتے ہیں"۔ اب ہر ایک کے تقویٰ کا معیار الگ الگ ہے تو "حتی الوسع اپنی پابندئ تقویٰ" جتنا تقویٰ خدا تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمایا ہے یا وہ اپنے تقویٰ کو خدا تعالیٰ کی نظر میں ہمیشہ سامنے رکھتا ہے اور اس تقویٰ میں وسعت ہوتی چلی جاتی ہے اس وسعت کی انتہا تک جس حد تک بھی ممکن ہے وہ تمام قویٰ کو اس پابندی پر مجبور کرتے ہیں۔ "انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے"۔ یہ مضمون گزشتہ خطبے میں بھی میں نے بیان کیا تھا۔ تقویٰ کی باریک راہوں سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف انداز، مختلف سمتوں سے ہمیں توجہ دلائی ہے تاکہ یہ مضمون اپنی گہرائی کے ساتھ سمجھ آسکے۔

"تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں"۔ اب باریک راہیں اور لطیف نقوش ان دونوں کا باہمی جوڑ ہے۔ جتنا زیادہ آپ تقویٰ کی باریک راہوں پر نظر رکھیں گے اتنا ہی زیادہ آپ کے روحانی خط و خال حسین اور حسین تر ہوتے چلے جائیں گے۔ جیسے ایک بہت ہی خوبصورت وجود کے چہرے کے باریک ترین اعضاء بھی، باریک ترین جلد کا ابھار اور جلد کا جھکنا اور ان کے خم، یہ ساری چیزیں اگر آپ کسی خوبصورت چہرے کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ بہت ہی لطافت کے ساتھ تشکیل دئے گئے ہیں اور جتنا تقویٰ لطیف ہوگا اتنا ہی روحانی خط و خال اسی طرح لطافت کے ساتھ تشکیل دئے جائیں گے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں، "اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے اعضاء اور قویٰ ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی خیال رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے"۔

اب یہ عبارت ایک ایسی عبارت ہے اگر اس کے ایک ایک لفظ کو ٹھہر ٹھہر کر غور سے پڑھا جائے اور اسے کھولا جائے تو جہاں یہ دکھائی دیتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کی باریک راہوں کا کوئی بھی پہلو باقی نہیں رہنے دیا اس کو کلیۃً گھیر لیا ہے، ہر امکان کو پیش نظر رکھا ہے اور ہر احتمال کو پیش نظر رکھا ہے وہاں مضمون مشکل بھی بہت ہو گیا ہے یعنی جتنا آپ اس کو سمجھتے جائیں گے اتنا ہی تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جائے گا۔ **پس جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بنیادی تعلیم کو پیش نظر رکھتے ہوئے، جو بنیادی بھی ہے اور تفصیلی بھی ہے، اپنے خط و خال کو درست کرتے رہنا چاہئے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے پہلے بھی میں بیان کر چکا ہوں کہ حقیقت میں یہ کام دعا کی مدد کے بغیر ممکن ہی نہیں اور جو شخص خدا کی خاطر ایک کام شروع کرتا ہے وہ بار بار اسی کی طرف دیکھتا ہے اور اسی سے ہر قدم پر، ہر لمحہ مدد چاہتا ہے۔**

پس جتنا بھی مشکل مضمون ہو اگر آپ سفر شروع کر دیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کی نظروں

سے راہنمائی چاہتے ہوئے دیکھتے رہیں تو آپ کا رستہ آسان ہو جائے گا۔ اگر بچے ماں باپ کے آگے آگے بھاگ رہے ہوں تو بعض بچے اس طرح بھاگتے ہیں کہ وہ مُڑ کے دیکھتے بھی نہیں کہ ماں باپ ان کو کسی خاص سمت سے روکنا چاہتے ہیں یا خاص طرز پہ چلانا چاہتے ہیں، وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ مگر بعض بچے بڑے محتاط ہوتے ہیں اور مُڑ مُڑ کے ماں باپ کی نظریں دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر وہ بولیں نہ بھی تب بھی ان کی نظریں بتا دیتی ہیں کہ اتنا تیز نہ دوڑو۔ اگر وہ سمجھائیں نہ بھی تب بھی ان کو ماں باپ کا عندیہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس طرز پر قدم رکھو، اس طرز پر نہ رکھو اور ایسے بچے پھر ٹھوکروں سے محفوظ رہتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کا ہر موقع پر کلام کرنا تو خاص بندوں کے لئے ہے جیسا کہ بعض انبیاء کے حالات میں معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت نوحؑ کی کشتی خدا کی نظروں کے سامنے چل رہی تھی اور ہر لمحہ اس کی یں تھی تو انبیاء علیہم السلام کو چھوڑ کر وہ عامۃ الناس جو تقویٰ کا سفر شروع کرتے ہیں ان کا یہ توقع رکھنا کہ خدا ہر قدم پر ان کو بتائے گا، بول کر بتائے گا کہ یہ کام نہیں کرنا، یہ کام نہیں کرنا، یہ توقع ایک لحاظ سے پوری بھی ہو چکی ہے اور غلط بھی ہے۔ پوری اس لئے ہو چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بول کر بتا دیا اور سارا قرآن، سارا کلام الٰہی اس بات پر گواہ ہے کہ ہمارے سامنے ہر چیز کھول کر باتوں میں رکھ دی ہے کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جس میں محض اشاروں پر احتیاج ہو۔ مگر فرد واحد کے لئے وہ کلام نہیں اترتا۔

پس ان معنوں میں خاموشی بھی خدا تعالیٰ کی ایک شان ہے۔ جہاں بولتا ہے وہاں خاموش بھی رہتا ہے اور اس خاموشی میں اپنے بندوں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ مُڑ مُڑ کے دیکھتے رہیں جیسے بچے دیکھتے ہیں اور وہ اگر خدا کی نگاہ پر اپنی نظریں رکھیں تو ان کے لئے رستہ تشکیل دینا کوئی مشکل کام نہیں رہتا، رستے کی ٹھوکروں سے بچنا کوئی مشکل کام نہیں رہتا۔ تو اس طرح **جماعت احمدیہ کو اللہ پر نظر رکھتے ہوئے اپنے قدم آگے بڑھانے چاہئیں**۔ اور جب وہ نظر رکھیں گے تو جیسا کہ میں نے مثال بیان کی ہے وہ لازماً احتیاط کریں گے اور جب نظر رکھیں گے تو ان کی پریشانی خدا بھی دیکھ رہا ہو گا۔ ان کی تکلیف کا احساس خدا تعالیٰ کو بھی دکھائی دے رہا ہو گا۔ تو بعض دفعہ خاموشی دونوں طرف رہتی ہے اور دونوں طرف وہ کلام بن جایا کرتی ہے۔

خدا کے بندے بھی اونچی زبان میں دعا کریں نہ کریں جب وہ اپنے رب کی طرف خوف کی حالت میں دیکھتے ہیں اور طمع کی حالت میں دیکھتے ہیں تو ان کی خوف اور طمع کی حالت دعائیں بن جاتی ہیں۔ پس اس طرح اگر آپ کو یاد نہ بھی رہا ہو کہ ہمیں ہمیشہ اپنے لئے دعا کرنی چاہئے اور ہر انسان کو یہ یاد بھی نہیں رہتا لیکن اگر اسلوب یہ ہو جو میں نے بیان کیا ہے تو پھر منہ سے بولنے کی بھی ضرورت نہیں اللہ ہر حال میں نگاہ رکھتا ہے اور اپنے پیارے بندوں کے ساتھ پیار کا سلوک فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امانت ہی کے مضمون میں ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب جموں کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں "ہم اسی وقت سچے بندے ٹھہر سکتے ہیں کہ جو خداوند منعم نے ہمیں دیا ہے ہم اس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہو جائیں"۔ اب یہ دو حالتیں ہیں جو عموماً انسان بھول جاتا ہے۔ اگر انسان خدا کی امانت کو واپس کرنا چاہے تو اس وقت جب وہ خدا واپس لے لیتا ہے اس وقت اس کی آزمائش ہوتی ہے۔ کہنے کو تو سب کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی امانت ہے "جان دی دی ہوئی اسی کی تھی، حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"۔ کہہ تو دیتے ہیں مگر جب وہ جان طلب کرتا ہے اس وقت جان پیش کرنا یہ ہے امانت کو لوٹانا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کتنی احتیاط سے دونوں پہلو بیک وقت بیان فرما دئے۔

"جو خداوند منعم نے ہمیں دیا ہے ہم اس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہو جائیں ہماری جان اس کی امانت ہے"۔ پس وہی بات ہے کہ جان اسی کی دی ہوئی ہے اسی کی امانت ہے مگر جب وہ واپس مانگے تو پھر دے بھی دو اس کو، محض زبانی جمع خرچ کہ ہم ہر وقت جان فدا کرنے پر تیار بیٹھے ہیں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ اگر طلب کرنے پر وہ دی نہ جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اکثر جو امانتیں ہیں ان کو طلب نہیں کرتا اور جتنا بھی کسی کو توفیق ہے جس حد تک وہ واپسی شروع کر دیتا ہے اسی حد تک اللہ تعالیٰ بھی راضی رہتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسے آتے ہیں جب طلب کرتا ہے اور جب طلب کرتا ہے تو اپنی جانیں لازماً خدا کے حضور پیش کرنی ہیں۔

ایسے اوقات مثلاً خدا کی خاطر جہاد میں جب قتال کا وقت آئے اس وقت بھی پیش آیا کرتے ہیں۔ جب خدا طلب کر لیتا ہے تو پھر کسی مومن کا یہ حق نہیں رہتا کہ طلب کے بعد پھر اسے اپنی چیز سمجھے پھر اسے لازماً لوٹانا پڑتا ہے اور اس لوٹانے کے وقت بھی لوٹانے کے لئے تیاری، ذہنی تیاری اور قلبی تیاری ہوتی ہے۔ لوٹانے کا یہ مطلب نہیں کہ جان کو خطرے میں ڈال کر خود ہی پھینک دے۔ یہ امانت لوٹانا نہیں ہے خدا تعالیٰ نے امانت کو جب طلب کیا ہے تو کسی مقصد کے لئے طلب کرتا ہے۔ اگر وہ مقصد پورا نہ ہو تو بغیر مقصد پورا کئے امانت واپس کرنا مدعا نہیں ہے ورنہ تو پھر خودکشی ایک بہت بڑا نیک عمل بن جاتی ہے۔ کوئی انسان کہتا کہ یہ اللہ کی امانت ہے آج میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ امانت واپس کر دوں گا مگر نیک عمل چھوڑ کے بدترین گناہ بن جاتی ہے کیونکہ امانت کی واپسی بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ یعنی امانت خدا تعالیٰ نے بے سبب نہیں دی بعض عظیم مقاصد کو پورا کرنے کی خاطر دی ہے اس طرح واپس کرو کہ وہ عظیم مقاصد ساتھ ساتھ پورے ہوں۔ پس جب اللہ تعالیٰ جہاد میں بھی جان طلب کرتا ہے تو مقاصد کو پورا کرتے ہوئے جان دینی پڑتی ہے ورنہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ایک بڑا گناہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون کے پیش نظر فرمایا "ہماری جان اس کی امانت ہے۔ وہ فرماتا ہے تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۔ اب تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا کا ایک مضمون تو وہ ہے جو عام طور پر حکام کی نسبت سے سمجھ آتا ہے اور سمجھایا جاتا ہے جو کسی کا اہل ہے اس کو امانت دو مگر سب سے زیادہ اہل تو اللہ ہے کیونکہ اللہ ہی نے امانت عطا فرمائی تھی۔ پس جو سب سے زیادہ اہل ہے اس کے حضور پیش کرو اور جب مانگتا ہے تو پھر طوعی طور پر پیش کرو۔ اس طرح پیش نہ کرو جس طرح حکام پھر زبردستی تمہاری جانیں لے لیتے ہیں۔ بعض دفعہ جنگی ضرورتوں کے وقت حکام جن کو آپ نے امانت سپرد کی ہے یعنی حکومت کی طاقت آپ کی طرف سے ان کو ملی ہے اس امانت میں بعض دفعہ قومی مفادات کے پیش نظر جانیں طلب کی جاتی ہیں اور آپ یہ امانت دے بیٹھے ہیں حکام کو پھر جب وہ طلب کرتے ہیں تو پھر زبردستی لیتے ہیں۔

اللہ کی یہ شان ہے کہ وہ ایسے موقع پر زبردستی نہیں لیتا بلکہ آزمائش کرتا ہے۔ انہی کی جانیں قبول کرتا ہے جو از خود خوشی سے اس کے حضور پیش کرنے پر حاضر ہوں۔ بلکہ اتنی لذت محسوس کریں کہ اگر جانیں قبول نہ کی جائیں تو غمزدہ ہو جائیں، ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔ یہ امانت کی واپسی ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا رہے ہیں کہ اصل اہل تو اب آیا ہے یعنی اللہ۔ جب وہ مانگتا ہے تو دوڑ دوڑ کر خوشی کے ساتھ اس کے حضور پیش کرو اور اس کے نتیجے میں انسان پر بوجھ نہیں پڑتا بلکہ بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب بھی کوئی شخص آپ کے پاس امانت رکھواتا ہے اس کی حفاظت پر آپ کو ضرور کچھ محنت کرنی پڑتی ہے، خیال رکھنا پڑتا ہے۔ جب تک وہ امانت واپس نہ لے آپ کے دل پر اس امانت کا بوجھ رہتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے جب امانت واپس مانگتا ہے تو شکر کریں کہ اس بوجھ کو ہم لئے پھرتے ہیں اور اس کے حقوق ادا نہیں کر رہے تھے اب اکٹھی ہم امانت جب سپرد کر دیں گے تو پھر وہی حقوق کا مالک ہے جیسے کہتے ہیں "سپردم بہ تو مایۂ خویش را، تو دانی حساب کم و بیش را" اس لئے شہداء کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ بخشے گئے۔ ان کے پہلے اگر گناہ بھی تھے اگر غفلتیں تھیں کوتاہیاں تھیں تو زندگی کے دوران ایسی چیزیں ہو جاتی ہیں کہ انسان امانت کا حق پورا ادا نہیں کر سکتا مگر جب خدا نے مانگ لی تو پھر اس کے سپرد کرنے کے نتیجے میں پہلی ساری غفلتیں معاف ہو جاتی ہیں اور یہ بوجھ سر سے اترتا ہے۔ گلے سے تو نہیں کیوں کہ اس میں دوسرا مفہوم آ جاتا ہے، اپنے سر اور سینے پر جو بوجھ لئے پھرتے ہیں امانت کا یہ اتار کر فارغ البال ہو جاتے ہیں۔ یعنی پھر اللہ تعالیٰ کا معاملہ ان کے ساتھ ایسا ہے کہ ان کو سنبھالنا، ان کی حفاظت کرنا، ان کو ہمیشہ کی زندگی عطا کرنا پھر اللہ کا کام ہے۔

چنانچہ آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس رکھ رہا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل تو امانت دار صرف ایک ہی انسان تھا جس نے امانت کے تمام باریک تر حقوق ادا کئے اور الامانۃ اسی کے سپرد کی گئی باقی سب اس کے ذیل میں آنے والے لوگ ہیں۔ فرمایا "امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے"۔ اب دیکھیں کتنی لطیف تحریر ہے کہ روح وجد میں آ جاتی ہے اسے پڑھ کر۔

امانت سے مراد ایک تو وہ امانت ہے جو ہر کس و ناکس، ہر چھوٹے بڑے کو عطا ہوتی ہے لیکن وہ امانت کُلّی امانت نہیں ہے۔ وہ امانت جس میں ساری کائنات کے حقوق ادا کرنے ہوں وہ اصل امانت ہے اور جتنی بڑی امانت ہو اتنے بڑے اعضاء بھی دینے چاہئیں۔ اتنے بڑے دل اور دماغ اور اعصاب کی قوتیں بھی عطا ہونی چاہئیں۔ تو ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ امانت حقیقت میں اگر دیکھی جائے تو صرف ایک ہی شخص کو دی گئی یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اور اس شخص کو دی گئی جس کے ساتھ اس امانت کو اٹھانے کے قویٰ بھی دیئے گئے۔

اب یہ مضمون قرآن کریم میں ہر طرف مختلف صورتوں میں پھیلا پڑا ہے۔ مثلاً فرمایا لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا۔ کسی پر اس کی حیثیت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ تو امانت بھی ایک ہی طرح کی ہر ایک کو نہیں دی گئی۔ ہر ایک کے قویٰ اس کے حواس اس کی فطری طاقتوں کو پیش نظر رکھ کر ٹکڑا ٹکڑا امانتیں دی گئی ہیں۔ پس اس طرح آپ دیکھیں تو ایسے لوگ جو سلوک کا سفر شروع کرتے ہیں ابھی ان کی امانت اس حد تک چھوٹی ہوتی ہے اور جو اس سلسلے میں آگے بڑھ جاتے ہیں اسی قدر ان کی امانت ٰ جاتی ہے اور اسی قدر اللہ تعالیٰ ان کے قویٰ اور حواس کو بھی وسعت عطا فرماتا ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد انسان کامل کے تمام قویٰ ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے"۔

"اور پھر انسان کامل بر طبق آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھۡلِھَا۔ اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے"۔ اب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا ایک بھی وجود ایسا نہیں، نہ انبیاء میں ملتا ہے، نہ انبیاء سے باہر جس نے تمام تر امانت سو فیصدی لوٹا دی ہو۔ اور وہ امانت جس کی تعریف میں زمین و آسمان کی ذمہ داریاں آجاتی ہیں۔ پہلے انبیاء نے جو امانت لوٹائی وہ محدود امانت تھی وہ کلیۃً ساری کائنات پر حاوی اور پھیلی ہوئی امانت نہیں تھی ایک شخص ہے جس کو خدا تعالیٰ نے امین بنایا عالمین کے لئے اور وہی شخص ہے جس کو وہ قویٰ عطا فرمائے جو اس ساری امانت کا بوجھ اٹھالے اور پھر اسے خدا کے حضور پیش کر دیا۔

فرماتے ہیں، "اس ساری کائنات کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے۔ اب یہ وہی پہلو ہے جس کے متعلق پہلے میں بتا چکا ہوں۔ امانت واپس کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ امانت یعنی جان سب قویٰ کو کھو بیٹھے، حواس سے جاتا رہے ہرگز یہ مراد نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے "اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے"۔ یعنی جتنی بھی انسانی صفات ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیں یہ سبق سکھاتے ہیں کہ امانت واپس کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کی حفاظت کرو اور صرف خدا کی راہ میں خرچ کرو اس طرح خدا کو امانت واپس کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اپنے حواس کی بھی حفاظت کرنی ضروری ہے اور جو شخص اپنے حواس کی حفاظت سے غافل رہتا ہے وہ بھی امانت کا حق ادا نہیں کرتا۔ جو شخص اپنے دل اور دلی جذبات کی حفاظت سے محروم رہتا ہے وہ بھی امانت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ جو شخص اپنے اعضاء کو بے محل استعمال کرتا ہے اور ان کو ضائع ہونے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش نہیں کرتا وہ بھی امانت کا حق ادا نہیں کرتا۔

پس ہمہ وقت اس کوشش میں لگے رہنا کہ ہمارے اعضاء اور قویٰ اس حالت میں خدا کی طرف لوٹیں کہ جس حال میں اس نے دیئے تھے اس سے جہاں تک ممکن ہو کم درجہ نہ ہوں ورنہ امانت کیسے واپس ہوگی۔ اگر کسی کی امانت میں سے آپ کچھ کھا چکے ہوں اور پھر وہ واپس کریں تو وہ ٹوٹی پھوٹی دے تو دی امانت کی واپسی کا حق ادا نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ خاص شان ہے کہ آپ نے اپنے تمام قویٰ کی بہت گہری نظر سے حفاظت فرمائی ہے۔ اپنے دماغ، دل، اپنے اعضاء کی اور اس غرض سے حفاظت فرمائی ہے کہ جب میں اسے خدا کی راہ میں خرچ کروں گا تو جو کچھ مجھے دیا تھا اس سے کم خرچ نہ کروں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کی آخری تعریف یہ فرماتے ہیں "اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے"۔

پس آپ کی امانتیں بھی خدا کو تب واپس لوٹیں گی جب آپ اپنے دائرے میں رہتے ہوئے جو بھی امانتیں آپ کے سپرد کی گئی ہیں پہلے ان کی حفاظت کریں، ان کا خیال رکھیں اور ہر وقت واپسی کے لئے اس پہلو سے تازہ دم رہیں کہ جہاں جہاں بھی اسے واپس کرنے کا حکم آئے اسے اسی طرح واپس کرتے چلے جائیں اور یہ حکم بنی نوع انسان کے تعلق میں بھی آتا ہے۔ ہمہ وقت بنی نوع انسان پر جو آپ کے حقوق ہیں آپ کے ماحول کے آپ پر حقوق ہیں، آپ کے خاندان کے، آپ کے عزیزوں اور اقرباء کے آپ پر حقوق ہیں ان سب کے حقوق کی ادائیگی امانت کی ادائیگی ہے۔ پس امانت اس طرح ادا ہوتی ہے کہ پورا رستے میں کام کرتی چلی جاتی ہے، خرچ ہو رہی ہے اور اگر امانت اس طرح ادا نہ ہو تو وہ فائدے کی بجائے نقصان پہنچائے گی۔ اس کی مثال بجلی کی سی ہے۔ بجلی کو اگر اس طرح لوٹایا جائے کہ اس کی واپسی کے وقت اس کی طاقت کسی نیک مصرف میں کام آئے تو یہ امانت کا حق ادا کرنے کی ایک بہت اعلیٰ مثال ہے۔ اب بلب میں سے ہو کر اگر بجلی کی قوت، بجلی کی رَو دوسری طرف مائل ہوتی ہے تو رستے میں روشنی پیدا کرتی چلی جارہی ہے اور اگر صحیح رستہ اختیار نہیں کرے گی تو آگ لگ جائے گی اور قوت بھی ضائع ہو جائے گی اور ارد گرد ماحول کو بھی وہ آگ لگا دے گی اور ماحول کو بھی بھسم کر سکتی ہے۔ پس یہ باریک راہیں ہیں تقویٰ کی جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بلایا ہے اور متوجہ فرمایا ہے کہ اپنی امانتوں کو جہاں جہاں بھی خرچ کرتے ہو، جس مصرف میں بھی لاتے ہو دیکھو کہ ان رستوں کی پیروی کرتی ہوئی گزرتی ہے جن رستوں کی پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی۔ چنانچہ آپ کا ہر لمحہ بنی نوع انسان کے لئے وقف تھا اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ایسی ایسی آپ نے نصیحتیں فرمائیں اور ایسا کردار دکھایا کہ عمر بھر آپ اس پر غور کرتے چلے جائیں اور یہ سرمایہ ختم نہیں ہو سکتا۔

چودہ سو سال سے زائد عرصہ ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ صرف خود امانتوں کا حق ادا کیا بلکہ ہمیں بھی بتایا کہ تمہارے بدن کی بھی تم پر یہ امانتیں ہیں اور ان کا اس طرح خیال رکھو۔ صفائی کی تلقین فرمائی اور ہر قسم کی صفائی کی تلقین فرمائی یہاں تک کہ آپ کے بدن پر ایک میل کا ذرہ بھی باقی نہ رہے۔ یہ امانت کا حق ادا کرنے میں داخل بات ہے۔ ایسا بدن ہو تو بیماریوں سے پاک ہوگا۔ ایسے بدن کو بہت کم خطرہ ہوتا ہے بیماریوں کا لیکن جیسا کہ ایک دفعہ پہلے میں بیان کر چکا ہوں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک جتنے اعضاء اور ان کے باریک حصے ہیں ہر ایک کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم موجود ہے۔ پس دیکھیں امانت کا حق کیسے ادا فرمایا۔ جو کچھ اپنے پر طاری فرمایا اپنی امت کو ہدایت دی اور قیامت تک کے لئے امت کو اس کا اہل بنا دیا کہ وہ امانت کا حق ادا کر سکے۔ پھر دل کی حفاظت، زبان کی حفاظت، دوسرے اعضاء کی اور خواہشات اور تمناؤں کی حفاظت اور پھر اس حفاظت میں دعائیں سکھائیں اور دعاؤں کا مضمون بھی زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے۔ اسی طرح اگر آپ امانت کے مضمون کو سمجھیں، آپ کی زندگی ہر لمحہ سنورتی چلی جائے گی، ناممکن ہے کہ ایک مقام پر ٹھہری رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے کے بغیر یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ "یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید، ہمارے مولا، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں پائی جاتی تھی"۔

اس میں ایک ایک لفظ قابل توجہ ہے یعنی ایک تعریف کا کلمہ ہے مگر ان تعریف کے کلمات میں ہر ایک میں ہمارے لئے سبق ہے۔ "ہمارے سید" اگر ہم آپ کے پیچھے نہیں چلیں گے تو آپ کو ہمارے سیّد کیسے کہہ سکتے ہیں۔ سیّد تو وہ ہوتا ہے جو قوم کے آگے آگے چلتا ہے۔ سید وہ ہے جس کی خاطر قوم اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ تو اگرچہ سیّد دوسرے معنوں میں بھی ہیں کہ سَیِّدُ الۡقَوۡمِ خَادِمُھُمۡ اور ان معنوں میں بھی ایسے سید ہیں کہ کسی سیّد نے اپنی قوم کی اتنی خدمت نہیں کی ہوگی جتنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے وقت میں لوگوں کی اور بعد میں آنے والے زمانے کے سب لوگوں کی خدمت کی ہے۔ اس سے پہلے جو میں اشارے کر چکا ہوں خدمتوں کے ان کی تفصیل میں جانے کا تو وقت ہی نہیں مگر اکثر لوگ سمجھ چکے ہیں کہ ہر باریک سے باریک ضرورت پر اس ضرورت کو مہیا کرنا یہ بہترین خادم کا کام ہے اور جیسا اچھا سیّد ہوگا ویسا ہی اچھا خادم بھی ہوگا اور اس کی جب سردار خدمت کر رہا ہو تو جواباً اپنا سب کچھ اس پر نثار کرنے کو دل چاہتا ہے۔ جب ماں باپ بچوں کی خدمت کرتے ہیں تو ان کے دل میں یہی جذبے پیدا ہوتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ جو فرمادیا "سید" تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سیّد کہا تو ان سب باریک باتوں پر نظر رکھتے ہوئے کہا ہے۔ آپ کا ایک جملہ، ایک فقرہ، ایک لفظ بھی مغز سے خالی نہیں ہوا کرتا تھا۔

"ہمارے مولا"۔ مولا ایک تو اس کو کہتے ہیں جو دوست ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دوست بننے کی کوشش کرو۔ دوسرے مولا اس کو کہتے ہیں جو مصیبت کے وقت کام آنے والا ہو، جس پر انحصار کیا جاتا ہے۔ اور بھی مولا کے بہت سے معنی ہیں اور مولا کا ایک معنیٰ خادم بھی ہے تو سید کے مضمون میں جو خادم کے معنے ہیں وہ بھی اس لفظ مولا میں آجاتے ہیں مگر مولا وہ ہے حقیقت میں جس کے سپرد انسان اپنی جان کر دے یعنی جو آقا ہو اور اس کی ہدایت کے بغیر انسان اپنے اعضاء کا کوئی حصہ کسی پہلو پہ بھی خرچ نہ کرے جیسے غلام کو اپنے مالک سے نسبت ہوتی ہے ویسے ہی ایک بندے کو اپنے مولا سے نسبت ہوتی ہے لیکن لفظ مولا بہت وسیع لفظ ہے۔ اس کی باریکیوں میں جائیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تعلق کے ہر پہلو کو اس لفظ مولا نے گھیر لیا ہے۔

خادم والا حصہ تو میں بیان کر چکا ہوں۔ مولا کیسا کہ ہر وقت خدمت پر مامور اور وہ مولا جو خدمت پر مامور ہو ہمہ وقت انسان کا فرض ہے کہ وہ اس کی خدمت پر مامور رہے پھر جب ضرورت پڑے تو وہ مدد کو آتا ہے۔ یہ مدد جو ہے اس دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے۔ کیونکہ اس دنیا میں جب بھی مصیبت پڑتی ہے اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حوالہ دے کر آپ پر درود بھیجتے ہوئے دعا کریں تو وہ دعائیں زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ پس یہ محض خیال نہیں ہے کہ اس دنیا میں اب چودہ سو سال بعد ہماری مدد کیسے

کر سکتے ہیں۔ عملاً مدد کرتے ہیں اور اس مدد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک طریق کار بھی سمجھایا گیا۔ الہاماً آپ کو بتایا گیا کہ یہ دعا کیا کرو۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ. اگر یہ دعا کرو گے تو تمہاری دعائیں لازماً قبول ہونگی کیونکہ اس دعا اور التجا کو سن کر پھر اللہ اپنی نظر تم سے پھیر نہیں سکتا۔

یہی طریق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ابن عباسؓ کو سمجھایا، دوسرے بچوں کو بھی سمجھاتے رہے کہ تمہیں چاہئے کہ تم سب سے پہلے اللہ کی حمد بیان کرو کیونکہ جو کچھ مجھے ملا ہے اسی سے ملا ہے، اس کی تسبیح کے گیت گاؤ اور اس کے بعد کیونکہ اس کا تعارف میں نے کروایا ہے، جس شان سے وہ مجھ پر جلوہ گر ہوا ہے اور جس شان سے میں نے اسے تم لوگوں سے آشنا کروایا اس کی اور کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دیتی پس زملایہ دو باتیں اکٹھی رکھو تو تمہاری دعائیں قبول ہونگی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شدید ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ نے الہاماً یہ دعا سکھائی کہ خدا کی تسبیح کے گیت گاؤ، اس کی حمد کے گیت گاؤ اور اس کی عظمت کے گیت گاؤ۔

یہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہونے کے باوجود بہت بھاری ہیں ان پر اگر آپ غور کریں تو جتنا بھی غور کریں گے۔ آپ کو حیرت ہوتی چلی جائے گی کہ ان میں وسعت کتنی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اللہ پاک ہے مگر اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ کوئی بھی ایسا منفی پہلو نہیں جو اس میں موجود ہو اور ہر منفی پہلو کے نکل جانے کے نتیجے میں ایک تعریف کی جگہ خالی ہو جاتی ہے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم کا اصل مفہوم یہ ہے کہ اللہ پاک ہے ان معنوں میں کہ اس میں حمد کے سوا کچھ بھی بھرا ہوا نہیں رہا۔ تمام تر حمد ہو گیا ہے اور عظمتیں اس کے نتیجے میں ملتی ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم تو ایک سوچنے والا سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ عظیم بننا چاہتا ہے تو اس کی پیروی کرے جو عظیم بنا ہے ان دو خوبیوں کی بناء پر، زبردستی عظیم نہیں بنا۔ جیسے بعض بادشاہ اپنے آپ کو عظیم کہنے لگ جاتے ہیں۔ بعض ڈکٹیٹر عظیم بن جاتے ہیں لیکن اپنی صفات کی وجہ سے کوئی عظیم بن کے دکھائے یہ عظمت ہے۔ فرمایا وہ دیکھو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم وہ عظیم ہے اس سے بڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں نے غالباً پہلے بھی بیان کیا تھا کہ یہاں اعظم نہیں فرمایا عظیم فرمایا ہے اور تمام اہل لغت جانتے ہیں کہ عظیم زیادہ بڑا لفظ ہے اعظم کے مقابل پر کیونکہ عظیم کا مطلب ہے کوئی اور ہے ہی نہیں تو اس سے مناسبت کیا ہو گی پھر۔ ایک ہی ہے جو عظیم ہے اس سے اوپر کا تصور تب ہو اگر کوئی اور بھی عظیم ہو۔ تو ان معنوں میں اگر آپ لفظ عظیم کی گہرائیوں میں اتریں اور اس کی وسعتوں پر واقعۃً نظر رکھیں تو عظیم سے بڑھ کر عظمت کا کوئی تصور قائم نہیں ہو سکتا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب یہ دعا ہمیں سکھادی تو لازم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اوپر درود بھیجا جائے جس نے اتنا بڑا خزانہ ہمیں عطا کر دیا اور چھوٹے سے ایک جملے میں اتنی وسعتیں بھر دیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہوئے آپ کو امانت کا حق ادا کرنا آسان ہو جائیگا۔ اور جب کسی امانت کی ادائیگی میں مشکل پیش آئے گی یا اور بھی دنیا میں سو قسم کے ہَول ہوتے ہیں، سو قسم کی وحشتیں آپ کو گھیر لیتی ہیں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عملاً ان معنوں میں آپ کی مدد کریں گے کہ اس وقت آپ کی دعائیں قبول ہونگی اگر آپ نے امن کے حال میں اس دعا کو یاد رکھا ہو۔

پس اس بات کو بھی آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ امانتیں امن کے حال میں واپس کی جاتی ہیں اور امن اور امانت کا ایک گہرا تعلق ہے اور اس کا مقبولیت دعا سے بھی ایک گہرا تعلق ہے۔ یہ دونوں ایک ہی لفظ، ایک ہی مادے سے بنے ہوئے ہیں۔ جب انسان امن کی حالت میں کوئی چیز واپس کرے تو اس کا مطلب ہے اس نے دل کی گہرائی سے، محبت کے نتیجے میں پیش کر دی، جب امن نہ رہے اور پھر وہ واپس کرے تو یہ مجبوری کی واپسی ہے۔ پس اللہ کی امانت کا حق اسوقت ادا کرو جب کہ تمہیں کوئی حالات کی مجبوری اور حالات کے خوف در پیش نہ ہوں۔ کوئی خطرے تمہیں نہ گھیرے ہوئے ہوں اس وقت بھی اللہ کی امانت ادا کر رہے ہو تو پھر جب تم خطرے میں مبتلا ہو گے تو لازماً اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ یہ مضمون ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھوڑے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں لیکن ان کو سمجھنا ضروری ہے۔

پھر فرمایا "ہمارے ہادی"۔ ہمارے ہادی میں مولا کا مضمون تو آ ہی جاتا ہے پھر اس کے علاوہ کیا بات ہے کیونکہ میں نے غور کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں میں کوئی لفظ کلیۃً زائد نہیں ہے۔ بعض مضامین اس میں ہوتے ہیں، بعض علاوہ مضمون بھی ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر اس شخص کے لئے ہادی ہیں خواہ وہ ہدایت پائے یا نہ پائے۔ پہلا مضمون کامل غلاموں کے حق میں اطلاق پا رہا تھا اور ہادی کا مضمون تمام بنی نوع انسان کے حق میں یکساں اطلاق پاتا ہے۔ آپ نے صحیح رستہ ہی دکھانا ہے اور دو معنے بنتے ہیں اس کے۔ ایک یہ کہ آپ صحیح رستے کے سوا کوئی رستہ دکھا ہی نہیں سکتے جب بھی رستہ دکھائیں گے صحیح رستہ دکھائیں گے اور اس کو بھی دکھائیں گے جو اعراض کرنے والا ہو اور اس کو بھی دکھائیں گے جو غلامانہ آپ کی اطاعت کرنے والا ہو۔

پس ہادی کا لفظ حاوی ہے اور تمام بنی نوع انسان پر حاوی ہے۔ اور ان کی تمام ضرورتوں پر حاوی ہے۔ چنانچہ جتنے بھی مشرکین ہیں یا خدا کی ہستی کا انکار کرنے والے ہیں یا دوسرے متکبر لوگ ان تمام لوگوں کے لئے ان کی ضرورتوں سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آگاہ فرمادیا ہے، ان کو ہدایت دے دی ہے، یہ کرو گے تو فائدہ اٹھاؤ گے اگر نہیں کرو گے تو تمہارا اپنا نقصان ہے۔ پس ہمارے ہادی فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک اور شان بیان فرمائی گئی ہے۔

"اور نبی" جو سب جانتے ہیں کہ نبی ہیں مگر نبی بمعنی غیب کی خبریں دینے والا۔ پس آئندہ خطرات سے ہمیں کیسے آگاہ فرمایا اگر آئندہ کے خطرات کی خبریں نہ دی ہوتیں۔ تو ہر لفظ میں اتنی گہرائی ہے کہ جب میں ڈوب کر دیکھتا ہوں تو میں حیران رہ جاتا ہوں کہ کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ کیا ہے یہ کتاب نہ چھوٹا چھوڑتی ہے نہ بڑا چھوڑتی ہے۔ قیامت تک کے لئے جتنے بھی خطرات بنی نوع انسان کو درپیش ہو سکتے تھے اس نبی نے ان کی خبریں دی ہیں لیکن یہ نبی کیا ہے "نبی اُمّی"۔ کلیۃً بظاہر تعلیم سے بے بہرہ لیکن "اُمّی صادق و مصدوق" ایسا اُمّی ہے جس نے خدا کے حق میں ہمیشہ سوچ بولا اور پوری سچائی کے ساتھ خدا کی صفات بیان فرمائیں جو مضمون پہلے گزر چکا ہے اس کے نتیجے میں مصدوق ہو گیا یعنی خدا تعالیٰ نے اس کی ہر بات کی تائید فرمائی اور ہر بات میں اس کی صداقت کی گواہی دی۔

اب یہ نبی اُمّی کے ساتھ صادق و مصدوق ہونا ضروری تھا ورنہ ایک ایسا خبریں دینے والا جس کو ظاہری علم بھی کوئی نہ ہو اس پر جب خبریں پوری ہونگی اس وقت تو اعتماد کیا جا سکے گا مگر اس زمانے کے لوگ کیسے اعتماد کر سکتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے کے رہنے والے تھے، اولین مخاطب تو وہی تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی اُمّی صادق مصدوق کہہ کر یہ فرمادیا کہ وہ جانتے تھے ان کے سامنے کلام الٰہی نازل ہو رہا تھا کہ ایک اُمّی پر ایک ایسا کلام نازل ہو رہا ہے جو اپنی طرف سے بنا نہیں سکتا۔ اور جو خبریں دیتا ہے وہ صرف دور کی خبریں نہیں نزدیک کی خبریں بھی دیتا ہے اور صادق ہے کیونکہ اس کی گواہی پر ایک خدا کھڑا ہے جو کامل قدرتوں کا مالک ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خبروں کی شان بڑھانے کے لئے اُمّی کہنا ضروری ہے۔

ایک شخص جو اپنی طرف سے کچھ بنا سکتا ہی نہیں اور پھر اس کی ہر بات پوری ہو، اس شان سے پوری ہو کہ جس وقت کلام شروع کیا ہے اس وقت سے یہ خبروں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور جب وفات ہوئی تو یہ خبروں کا سلسلہ بند نہ ہوا اور قیامت تک بند نہیں ہو گا۔ بے شمار خبریں ہیں جو ہماری زندگیوں میں ہماری نسلوں نے پوری ہوتی دیکھ لی ہیں مگر بے شمار ایسی ہیں اور کوئی علم نہیں کہ وہ اس سے بہت زیادہ ہوں جو ہم نے پوری ہوتی دیکھ لی ہیں۔ میں یہ اندازہ کرتا ہوں کہ بعد میں آنے والی خبریں ان خبروں سے بہت زیادہ ہیں جن کو ہم نے پورا ہوتا دیکھا ہے کیونکہ ہر دور کا انسان یہی سمجھا کرتا ہے کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں جیسا کہ بعض حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ میں نے اب سب کچھ دیکھ لیا اب میرے ہوتے ہوئے ساری باتیں پوری ہو گئی ہیں حالانکہ بعض باتوں کا معمولی سا حصہ پورا ہوا تھا بہت کچھ پورا ہونے والا باقی تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قیامت تک صادق و مصدوق بنے رہیں گے اس وجہ سے میرا یہ استنباط ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے سب کچھ دیکھ لیا مگر بعض صحابہ بھی تو یہی سمجھا کرتے تھے لیکن بعد کے آنے والے وقت نے بتایا کہ غلط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح اللہ کے علم کا احاطہ نہیں ہو سکتا اسی طرح جس کو خدا نے اپنا کامل علم بخشا ہے اس کا بھی احاطہ نہیں ہو سکتا۔ پس قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمارے سید، ہمارے مولا، ہمارے ہادی، نبی امی، صادق مصدوق بنے رہیں گے۔

اور آخری بات یہ کہ "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم" سب سے زیادہ تعریف کیا گیا خدا کی طرف سے اگر کوئی تھا تو محمدؐ تھا اور مصطفیٰ تھا۔ اللہ نے اسے ہر چیز سے نتھار کے اپنے لئے چن لیا۔ جب اپنے لئے چن لیا تو لازم تھا کہ ہر قسم کے عیوب، نقص، معمولی معمولی گرد و غبار کے نقش بھی اس سے دور کر دئے جائیں یہ ہے مصطفیٰ اور آخری بات یہ کہ "صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم" اسی پر سارا مضمون ختم ہو جاتا ہے امانتوں کا۔

تو میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اسی تفصیل کے ساتھ غور کرتے ہوئے اپنی امانتوں کے حق ادا کرنے کی کوشش کرے گی اور باقی جو قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ والا مضمون ہے وہ انشاء اللہ اگلے خطبے سے شروع کریں گے۔

◐◐◐◐◐◐◐◐◐◐◐◐◐◐

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

دوران سال پچاس لاکھ سے زائد سعید روحوں کی احمدیت میں شمولیت اور علماء سُوء کی بوکھلاہٹ

مولوی نذرالاسلام مبلغ یادگیر

جماعت احمدیہ ایک عالمگیر مذہبی جماعت ہے جو دنیا کے ۱۶۰ ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اس جماعت کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں پنجاب کے قصبہ قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود نے رکھی تھی۔ آپؑ نے تمام اہل مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے بین الاقوامی اتحاد اور عالمگیر اخوت کی بنیاد ڈالی حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے ۱۹۰۸ء میں اپنے آخری لیکچر "پیغام صلح" میں خاص طور پر ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے"

جماعت احمدیہ کا یہ نعرہ ہے کہ Love For All Hatred For None اور عملی طور پر آپس میں پیار و محبت قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے مگر بدقسمتی سے مسلمانوں کے بعض فرقہ پرست علماء زمانہ جماعت احمدیہ کے خلاف طرح طرح کے الزامات عائد کر کے عام سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے فتویٰ کو بنیاد بنا کر اور اپنی غلط بیانیوں کو پریس کانفرنس کا نام دیکر ہندوستان جیسے سیکولر آزادیٔ ضمیر و مذہب کے علمبردار ملک میں بھی جماعت کے خلاف فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جو آپؐ نے اپنے امت کے علماء کے سلسلہ میں بیان فرمائی کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یہ ایک مشہور و معروف حدیث ہے۔ دنیا کی ہر قوم و جماعت میں حرکت و ترقی کا ولولہ اور سعی و جہاد کا جذبہ اسی وقت تک زندہ رہتا ہے جب تک اس میں ایسے افراد کثیر تعداد میں پیدا ہوتے ہیں جن میں رہنمائی کی قابلیت کے ساتھ ساتھ علم و فضل وسعتِ نظر اخلاق کی دیانت اور کردار کی راستی موجود ہو جس قوم میں ایسے افراد کی کمی ہو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کے انحطاط و زوال کا وقت آن پہنچا ہے۔ مسلمانوں میں راہنمائی کا منصب اور قیادت کا درجہ ہمیشہ سے علماء کو حاصل رہا ہے مگر ایک دوسری حدیث جو مشکوٰۃ شریف میں درج ہے جس میں علماء زمانہ کے کردار اور اخلاقی بیماریوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں لفظ "علماھُم" کے نام سے پیشگوئی فرمائی ہے جس کا عقیدہ یہ رہ گیا ہے کہ قادیانیت اسلام سے خارج ہے۔ یہ ایک بہت بڑی خرابی ہے جو امتدادِ وقت سے علماء میں پیدا ہو گئی وہ یہ تھی کہ ان میں سے اجتہاد فکر اور آزادیٔ رائے کا مادہ سلب ہو گیا اور جب اسلامی سلطنتوں کا شیرازہ بکھرا حالات نے اچانک رخ بدلا اور مغربی سلطنتوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار و تسلط کے ساتھ یورپ کی علمی سیاسی اور معاشی تحریکات اسلامی نظام کی حریف ہو گئیں تو علماء زمانہ کا ذہن و دماغ اتنا ماؤف ہو چکا تھا اور وہ تقلید واجداد پرستی کی بندشوں میں کچھ اس طرح گرفتار ہو گئے تھے کہ انہوں نے ان نئے حالات اور ان کے اسباب و علل کو سمجھنے تک کی کوشش نہ کی اور اپنے پرانے شکستہ مورچوں پر جمے رہے یہی نہیں بلکہ انہوں نے اس سیلاب کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں جو ان کی طرف تیزی سے بڑھ رہا تھا اور جس کے زد میں مسلمان تہس نہس ہو رہا ہے یہ علماء زمانہ اپنی ماؤف دماغی کا اظہار آئے دن اخبارات میں کرتے رہتے ہیں چنانچہ نمونہ کے طور پر میں اس جگہ دو تین اخبارات کا بغرض ازدیاد علم حوالہ درج کرتا ہوں۔ اخبار "مشرق" کلکتہ ۹۸-۶-۲۱ میں مولانا اسد مدنی کا ایک بیان شائع ہوا جس کی سرخی یہ تھی کہ

"قادیانیت اسلام کے خلاف سازش ہے اس سال پھر جمیعۃ علماء ہند ملک گیر مہم چلائے گی حکومت ہند سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی اپیل قارئین کرام یہی مولانا صاحب موصوف نے ۱۹۹۱ء میں اخبار نئی دنیا کو انٹرویو دیتے ہوئے اُس وقت کے وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ کو کہا تھا کہ قادیانیوں کے خلیفہ ہندوستان تشریف لا رہے ہیں انہیں ہندوستان آنے کی ہرگز اجازت نہیں دینی چاہئے اور انہیں ہندوستان کی حکومت غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

مگر ہائے افسوس! کہ جس طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی جوتی کے تلوے گھس گئے تھے بعینہٖ مولانا اسعد مدنی صاحب کی زبان بولتے بولتے گھس گئی اس بھلے مانس نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے بہتیرا ہاتھ اُٹھا کر آسمان کی طرف نگاہیں جما کے رکھیں مگر ہائے ناکامی کہ اس کی بات کسی نے نہیں سنی اور احمدیت کا کارواں دن بدن بحر زخار کی طرح بہتے ہوئے اپنی طرف سب کو سمیٹ رہا ہے۔

چنانچہ ایک حوالہ مولانا ارشد مدنی صاحب کا بھی ملاحظہ کیجئے۔ اخبار منصف حیدر آباد ۹۸-۷-۱۲ میں مولانا ارشد مدنی کی پریس کانفرنس شائع ہوئی جس کی سرخی یہ تھی کہ "قادیانیوں کا خود کو بحیثیت مسلمان پیش کرنا غیر اخلاقی اور غیر آئینی عمل ہے" قارئین حضرات! اس سلسلہ میں مولانا ارشد مدنی صاحب کو سب سے پہلے اپنے اسلاف بزرگوں کی راہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جو ان کے بہت بڑے بزرگ اور عالم دین فقیہ دین ہیں احمدیوں کا جب ذکر آیا تو کیا فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ ان کے ایک مرید کا بیان:

سنہ خوب یاد نہیں غالباً ۱۹۳۰ء تھا حکیم الامت تھانویؒ کی محفل خصوصی میں نماز چاشت کے وقت حاضری کی سعادت حاصل تھی ذکر مرزائے قادیانی اور ان کی جماعت کا تھا۔ حاضرین میں سے ایک صاحب بڑی جوش سے بولے حضرت ان لوگوں کا دین بھی کوئی دین ہے۔ نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو حضرت نے لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا کہ یہ زیادتی ہے توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدہ ختم رسالت میں بات کو بات کی جگہ چاہئے۔ ارشاد نے آنکھیں کھول دیں اور صاف نظر آنے لگا کہ

یایها الذین امنوا لا یجرمنکم شنان قوم علی أن لا تعدلوا اعدلو هوا قرب للتقوی

کہ اے مسلمانو کسی گروہ کی مخالفت تم کو اس پر نہ آمادہ کر دے کہ تم بے انصافی پر اُتر آؤ انصاف پر قائم رہو کہ یہی تقویٰ ہے"

([illegible] ص ۳۱۳ [illegible] عبدالماجد دریابادی مرحوم مرتبہ [illegible] نفیس اکیڈمی کراچی۔۱)

مومنوں پر کفر کا کرنا گما
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان

ایسے حالات میں یہ علماء زمانہ کس طرح یہ ضروری فرض انجام دے سکیں گے جو زمانہ کی تحریکات سے بے خبر اپنے تمدنی ماحول سے ناواقف اور ان قوتوں کے فہم و ادراک سے قاصر ہیں جو اس نظام کی مخالف اور اس کے لئے تباہ کن ہیں اس جہل و بے خبری کا نتیجہ یہ ہے کہ ان علماء زمانہ نے مذہبی مسائل کی تشریح اور قرآن و سنت کی تعبیر میں فہم و تدبر کے جدید تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

قارئین حضرات! جونہی ان علماء سؤ نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۸ء میں امام جماعت احمدیہ کا خوش کن خطاب سنا جس میں امام جماعت احمدیہ نے امسال احمدیت میں سعید روحوں کی شمولیت پچاس لاکھ سے زائد کا ذکر فرمایا تو یہ علماء بوکھلاہٹ کے عالم میں آکر اخبارات میں طرح طرح کے بیانات شائع کرنے لگے یہ احمدیت کی کامیابی کو دیکھ نہ سکے اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے وہاں جلسہ منعقد کر کے سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں احمدیت کے خلاف طرح طرح کے الزامات کے قصے سنا سنا کر عوام کے ذوق عجائب پسندی کی تسکین کا سامان بہم پہنچاتے رہے اور اپنے بیانوں میں بوکھلاہٹ کے عالم میں آکر کہنے لگے کہ قادیانیت اب ہندوستان میں بہت جڑ پکڑ چکی ہے۔ جہاں جہاں ان کے مبلغین ہیں ان کا تعاقب کیا جائے اور مسلمانوں کو ان کے فریب سے بچانا چاہئے۔

ایسے بیانات کو پڑھ کر آج کے علم و فہم اور ذی شعور مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو گئی ہے اور وہ احمدیت کے قریب سے قریب تر چلے آرہے ہیں اور امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کی تعمیل میں آج ہندوستان کے ہر صوبہ کے لوگوں میں احمدیت کی طرف رجحانات پیدا ہو رہے ہیں اور آئے دن تبلیغ احمدیت میں نئے نئے ذرائع ابلاغ ایجاد ہو رہے ہیں۔ اس نئے ذرائع ابلاغ میں .M.T.A سر فہرست ہے اور دنیا اس M.T.A کو دیکھ کر حیران و پریشان ہے کہ برابر ۲۴ گھنٹے پروگرام نشر ہو رہے ہیں۔ جن میں قرآن و حدیث سنت اور تمام دینی پروگراموں کے علاوہ امام جماعت احمدیہ کا خصوصی پروگرام نشر ہوتا ہے۔

قارئین کرام! علماء زمانہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جانا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ اول وہ علماء ہیں جو مذہبی درسگاہوں میں کام کرتے ہیں۔

۲- وہ پیشہ ور واعظ ہیں جن کا کام میلاد شریف یا دوسرے مذہبی جلسوں میں دھواں دھار تقریر کرنی اور معجزات و کرامات کے قصے سنا سنا کر عوام کے ذوق عجائب پسندی کی تسکین کے سامان بہم پہنچانا ہے

۳- تیسرا طبقہ علماء کا وہ ہے جو پیری مریدی کا کاروبار کرتا ہے۔

ایسے ہی علماء کے سلسلہ میں امام جماعت احمدیہ عالمگیر مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۸ء کے درس القرآن نمبر ۲۵ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"احمدی زرزاع بوتے چلے جا رہے ہیں اور ان دس سالوں میں کوئی ایک دن بھی دکھایئے جس میں احمدیوں کے قدم رُک گئے ہوں ان دشمنوں کی گواہیاں خود بتا رہی ہیں کہ ہر معاندانہ کوشش کے باوجود وہ ہماری ترقی کو روک نہیں سکے یہ مولوی حکومتوں کے پاس بھاگے پھر رہے ہیں کہ کچھ کریں اب تو حد ہو گئی احمدی سرعت کے ساتھ پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔

پس اگر مولانا اسعد مدنی یا مولانا ارشد مدنی یا مولانا عثمان ناظم تعلیم دارالعلوم دیوبند بار بار حکومتوں کے دروازے کھٹکھٹاتے پھریں مگر ہر بار ان کو منہ کی کھانی پڑے گی اور احمدیت کی روزافزوں ترقی جو ایک بحر زخار کی طرح ٹھاٹھیں مار رہی ہے اور اپنی طرف سب دنیا کو بہالے جا رہی ہے۔ اب اس کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ خواہ اپنی ایڑی چوٹی تک زور لگا لیں۔ پیادوں کے پیادے احمدیت پر چڑھا دیں اور اپنے ماؤف دماغی منصوبے کرتے کرتے ان کے دماغ کی تمام رگیں سکڑ جائیں اور وعظ و تقاریر میں ہاتھ ہلاتے ہلاتے ان کے ہاتھ شل ہو جائیں اور تمام مخالفین مل کر خدا کے حضور سجدہ کرتے کرتے ان کی پیشانیاں کالی پڑ جائیں اور بولتے بولتے ان کی زبانیں موٹی ہو جائیں مگر پھر بھی خدا ان کی یہ تمام تدبیروں اور منصوبوں میں انہیں ناکام و نامراد کرے گا اور احمدیت بڑی تیز رفتاری کے ساتھ تمام دنیا میں پھیلتی چلی جائے گی۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو پورا ہو رہا ہے۔

ہمارے بڑھتے ہوئے قدم اور بڑھتی ذمہ داریاں

(ظفر احمد گلبرگی مبلغ سیتاپور۔ یوپی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آج دُنیا کے کناروں سے لوگ قادیان دارالامان میں جوق در جوق آرہے ہیں اور آپؑ کے الہام یأتُونَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کی صداقت کے گواہ بن کر اس بستی سے حضرت محمد عربیؐ کی حقیقی اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوتے ہیں جس کو کہ آج دنیا بھلا چکی ہے جلسہ سالانہ قادیان کے اغراض و مقاصد کیطرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اس جلسہ میں ایسے حقائق سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ (رسالہ آسمانی فیصلہ)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر ا صفحہ ۳۴۱)

ان مذکورہ بالا ارشادات سے تو واضح ہے کہ جماعت دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی جائے گی یہ تو خوشی کا تحفہ ہوا جو ہمیں جلسہ سالانہ قادیان نے دیا اب ہماری ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"رات میں نے دیکھا کہ ایک پیالہ شربت کا پیا اس کی حلاوت اس قدر ہے کہ میری طبیعت برداشت نہیں کرپاتی باایں ہمہ میں اس کو پئے جاتا ہوں۔ اور میرے دل میں یہ خیال بھی گذرتا ہے کہ مجھے پیشاب کثرت سے آتا ہے۔ اتنا میٹھا اور کثیر شربت میں کیوں پی رہا ہوں۔ مگر اس پر بھی میں اس پیالے کو پی گیا شربت سے مراد کامیابی ہوتی ہے اور یہ اسلام اور ہماری جماعت کی کامیابی کی بشارت ہے۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۲۸۔ ۲۹ مورخہ ۲۰۔ ۲۷۔ ۱۸۹۸ء صفحہ ۲)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اس ضمن میں یہ بات یاد رکھیں کہ شربت باوجود مٹھاس کے پینا یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ اس شربت کی مٹھاس میں کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ جن کے نتیجہ میں فکر بڑھتی ہے اور پریشانیاں ہوتی ہیں۔ یہ میں آپ کو اپنے دل کا حال اپنے تجربہ سے بتا رہا ہوں کہ جوں جوں جماعت پھیل رہی ہے یہ میٹھا شربت ہر طرف سے مجھ تک پہنچ رہا ہے۔ یہ شربت پیتا ہوں اور دل فکر سے بھر بھی جاتا ہے کہ ان لوگوں کو ہم کیسے سنبھالیں کیا انتظام ہوگا جس کے نتیجہ میں ہم اس وسیع تر دنیا کی تربیت کر سکیں گے جو دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ پس یہ مراد تھی اس شربت سے کہ شربت میٹھا تو ہے مگر اس شربت سے کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں ان کی فکر ہے مگر ان فکروں کی وجہ سے شربت پینا نہیں چھوڑنا جس تیزی کے ساتھ آپ پھیل سکتے ہیں پھیلتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی خود آپ کو توفیق عطا فرمائے گا۔

(تلخیص اخبار بدر ۱۰ ستمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۸)

اسی طرح آپؑ جنوری 1998 کے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا۔ یہاں تک کہ میرا کلام مشرق اور مغرب میں پہنچ جائے گا۔ اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔

(لجۃ النور صفحہ ۶۷ تلخیص اخبار بدر ۱۰ ستمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۸)

آج ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج سے سو سال قبل حضرت مسیح موعود کے ذریعہ کی گئی ان پیشگوئیوں کو ہم اپنی زندگیوں میں پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں آنے والا کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا جو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا گواہ نہ بنا ہو پس جہاں یہ ترقیاں ہوتی چلی جارہی ہیں وہاں دشمنان احمدیت کی راتوں کی نیند اور دن کا چین اڑ گیا ہے جس کا ثبوت یوپی میں جلسہ کر کے جماعت کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرنا راجستھان و دیگر جگہوں پر موقع پاکر احمدیوں کو زدوکوب کرنا ہریانہ و ہماچل میں ہنگاموں کے ناپاک منصوبے بنانا غرض سارے ہندوستان میں ایک دجل کے تحت مخالفت کا جال پھیلانے سے ملتا ہے۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَاوَ رُسُلِی کا ثبوت دیتے ہوئے جماعت کو ترقی پر ترقی عطا کرتا چلا جارہا ہے اور ان مخالفوں کو شکست پر شکست لیکن پھر بھی ان عقل کے اندھوں کو ہوش نہیں۔

پس جہاں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے جماعت کو ترقی پر ترقی عطا کرتا چلا رہا ہے اور جوق در جوق لوگ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں وہاں ہم پر بھی بے حد ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے تعلق سے باندھنا شروع کریں جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے۔ (خطبہ جمعہ ۳۰ مئی ۱۹۹۷ء)

نیز آپ فرماتے ہیں جماعت میں تبلیغ کے میدان بہت وسیع ہو گئے ہیں وہ باتیں جن کا پہلے خواب و خیال میں بھی تصور نہیں ہو سکتا تھا اب حقیقت کی باتیں ہیں۔ اتنی تیزی سے خدا نے پیمانے بدلے ہیں اور اس تیزی سے ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں کہ ساتھ ساتھ یہ بتانا پڑتا ہے کہ اگر قرآن کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل کریں گے تو ان پھیلتے ہوئے سلسلوں کو سمیٹنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کرے گا ساری دنیا کی اصلاح و تربیت کے پروگرام ہوں اور ہم قرآن و سنت کے طریق سے تعلق کاٹ کر اپنی عقل سے انہیں سلجھانے کی کوشش کریں تو یہ ناممکن بات ہے۔ خدا کی راہ میں مشکلات آپ کی حفاظت کرتی ہیں۔ اگر یہ مشکلات نہ ہوتیں تو آج سے بہت پہلے آپ فنا ہو جاتے یہی مشکلات آپ کو خدا کی طرف جھکنے پر مجبور کرتی ہیں آپ کو مزید ترقیات ان مشکلات کی وجہ سے اس لئے ملتی ہیں کہ جب آپ ان مشکلات سے نہیں ڈرتے اور اللہ کی طرف جھکتے ہیں تو اللہ کی نصرت آپ کو ملتی ہے ترقی کے نتیجہ میں ہماری آزمائشیں بڑھیں گی اور لازم ہے کہ ان آزمائشوں کے نتیجے میں ہمارے سر خدا کے حضور اور جھک جائیں اور ہم اُس کے شکر گذار بنیں آگے آپ فرماتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہمیں بہت ترقی مل رہی ہے ہر ملک کا فرض ہے کہ آنے والے کو بتائے کہ یہ طاقتیں تمہارے کام نہیں آئیں گی اگر تم نے خدا کو اپنا سہارا نہ سمجھا۔

حضور نے ترقیات کے ساتھ وابستہ خطرات کی نشان دہی کرتے ہوئے ان فتنوں کی سرکوبی کیلئے ابھی سے اقدام کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"آنے والی مصیبتوں کا سب سے اہم حل یہ ہے کہ نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر خدا کے ساتھ باندھ دیں کثرت سے ان میں خدا والے لازماً پیدا کرنے پڑیں گے اس کے بغیر ان قوموں کی حفاظت ممکن نہیں ہے اس کے لئے جیسا کہ بتایا تھا کثرت سے تربیتی کلاسز کے اجراء کی ضرورت ہے جن ممالک میں یہ ہو رہا ہے وہاں خدا کے فضل سے غیر معمولی برکت نصیب ہوئی ہے۔ ان میں اپنی قوم میں تبلیغ کا سلیقہ پیدا ہوا ہے انہیں سمجھایا گیا ہے کہ ہر مشکل کے وقت دُعا کرنی ہے۔ جرمنی میں بھی اسی بنیادی بات کو کامیابی نصیب ہو رہی ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی ہے کہ جب کثرت سے قومیں اسلام میں داخل ہو رہی ہوں گی تو ان میں سے کچھ لوگ مرکز میں پہنچیں اور وہاں تعلیم پاکر واپس جاکر لوگوں کو دین سکھائیں جب تک بیرونی لوگ کسی قوم کو پیغام دیتے رہتے ہیں وہ پیغام بیرونی رہتا ہے مگر جب ان میں سے لوگ اُٹھ کھڑے ہوں جو پیغام سمجھنے کے بعد اپنی قوم میں پیغام پھیلائیں تو اسے غیر معمولی برکت ملتی ہے۔"

(بدر ۳ر جولائی۔ ۹)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں سلسلہ عالیہ اسلامیہ احمدیہ میں داخل ہونے والے نفوس کی تربیت کی توفیق دے اور آج جو ہم اللہ کے فضل و کرم سے حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے نتیجہ میں یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا کا نظارہ دیکھ رہے ہیں اس کے نتیجہ میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ ہو سکیں۔ (آمین)

جلسہ سیرۃ النبیؐ لجنہ اماء اللہ سکندر آباد

الحمدللہ کہ مورخہ ۴ا اکتوبر ۹۸ء بروز اتوار الہ دین بلڈنگ میں لجنہ اماء اللہ سکندر آباد کو جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ زیر صدارت محترمہ اعظم النساء صاحبہ صوبائی صدر آندھرا پردیس تلاوت کلام پاک کے ساتھ شروع ہوا۔ محترمہ امۃ النعیم بشیر صاحبہ صدر لجنہ حیدر آباد اور چار غیر از جماعت بہنوں نے بھی جلسہ میں شرکت کی مجموعی حاضری یکصد رہی۔ اس جلسہ میں لجنات نے مختلف عناوین کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ (یاسمین امۃ القدوس نائب صدر لجنہ سکندر آباد)

خدا غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

Luthra Jewellers
Specialist Manufacturers of :
SILVER GOLD &
DIAMOND ORNAMENTS
Rakesh Luthra, Kewal Krishan
Shivala Chowk , Main Bazar Qadian -143516
Phone Off : 20410 (R) 20268

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

مرکز میں کیوں آئیں

(... قادیان)

جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز قادیان ہے (الوصیت) حالات زمانہ اور ضروریات کے ساتھ ساتھ ظل کے طور پر مرکز قادیان کے علاوہ دنیا کے مختلف حصوں میں دیگر مراکز بھی قائم ہوتے رہیں گے جیسا کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں مکہ معظمہ مرکز اسلام رہا اور حالات کے تحت مدینہ منورہ کو ثانوی مرکز کی حیثیت حاصل ہوئی۔ مشیت ایزدی نے اسے تیر تھ ستھان بنادیا۔ جہاں آنحضرت ﷺ کا روضہ اطہر ہے۔

زندہ رہنے والی باوقار اور پر شوکت و عظمت قوم کا ایک فعال مرکز ہونا لازمی ہے مرکز کی مرکزیت کی شان اس کی قوت موثرہ کی حامل پر شکوہ شخصیت پر منحصر ہوا کرتی ہے جو با اخلاص قوم کا محور ہوتا ہے۔ پوری قوم اس کا طواف کرتی رہتی ہے۔ مرکزی قیادت کو اِمام' پیشوا' لیڈر اور رہبر کہا جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی قوم کا ایک مرکزی نصب العین ہوتا ہے جس کی تکمیل کیلئے اس قوم کا وجود منصہ 'شہود پر آیا تھا۔ جماعت کا ہر فرد جماعتی نصب العین کو اپنے سامنے رکھتا اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت کمر بستہ رہتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا نصب العین بانیٔ جماعت نے متعین کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تمام دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلعم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے۔ جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو"

(آسمانی فیصلہ صفحہ 19)

افراد جماعت احمدیہ کا مرکز میں بار بار آنا توحید و رسالت کی محبت و عظمت اپنے دلوں میں قائم کرنے کیلئے ضروری ہے۔ یہ نصب العین افراد کی روحانی احیا و بقا اور نشو و نما کا ضامن ہے۔

اسلامی تمدن

لوگوں کے اجتماع اور میل ملاپ سے تمدن و کلچر کی داغ بیل پڑتی ہے اور پروان چڑھتی ہے۔ جماعت احمدیہ میں دنیا بھر کے لوگ شامل ہیں۔ جو احمدیت میں شامل ہونے سے پہلے اپنے اپنے ملکی' جغرافیائی مخصوص حالات' مخصوص خیالات و عقائد و روایات کے پابند تھے گورے' کالے' شرقی غربی اور قومی تفاخر میں یقین رکھتے تھے بلکہ آج بھی اسلام و احمدیت سے باہر گورے کالے برہمن شودر' ادنیٰ و اعلیٰ کی نفرت انگیز تقسیم پائی جاتی ہے۔ یہ امور خیالات میں ہم آہنگی' یکسانیت' مساوات اور تمدن معاشرہ کے قیام میں سد راہ ہیں۔

جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والے اسی قسم کے لوگوں میں سے آئے ہیں لیکن جماعت کی مرکزی موثر قیادت نے ان مختلف متضاد خیالات رکھنے والوں کی ذہنیت کو بدل ڈالا۔ ان کے خیالات' عقائد اور دماغی صلاحیتوں میں یگانگت پیدا کر دی۔ اس بنیاد اور بنیان مرصوص کی پختگی کیلئے مرکز میں بار بار آنا نہایت ضروری ہے کہ :-

"تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے اور ان کی خشکی (باہمی تلخی) اور اجنبیت اور نفاق (نفرت) کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہِ حضرت عزت جل شانہ' کوشش کی جائیگی۔ اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ (آسمانی فیصلہ 19-20) پس اسلامی تمدن اور قومی یکجہتی کے از سر نو قیام کیلئے مرکز میں آنا لازمی امر ہے۔ تاکہ تمام افراد روحانی طور پر ایک جان ہو جائیں۔ نہ صرف روحانی مساوات کیلئے بلکہ معاشرہ میں عملی مساوات کے قیام کیلئے مرکز میں آنا لازم ہے۔

ایمان وایقان کی تکمیل

ایمان کی مضبوطی اور تکمیل کیلئے لازمی ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بار بار مرکز میں آئے۔ "حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس جلسہ کی تاریخ پر آنا چاہئے۔ اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الرحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنی طرف کھینچے۔ اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور روشناسائی ہو کر آپس میں رشتہ تودد (محبت و تعارف) ترقی پذیر ہوتا رہے"

(آسمانی فیصلہ 19-20)

احمدیت کے مرکز قادیان میں آمد و رفت رکھنے کے عظیم الشان دور رس اور فوق العقول شیریں ثمرات حاصل ہو چکے ہیں۔ پانچوں براعظموں کے احمدی افراد میں خیالات و عقائد میں یکسانیت اور ہم آہنگی بحد انتہا موجود ہے۔ وفات مسیح نزول عیسیٰ ایمان بالخلافت میں تمام افراد جسد واحد کا منظر پیش کرتے ہیں۔

اقوام عالم کے طریق کے خلاف احمدیوں میں رشتہ تودد' الفت عملی طور پر پختہ ہو چکا ہے۔ قادیان کے جلسہ سالانہ میں ایسے مناظر بکثرت نظر آتے ہیں بلکہ سارا ماحول ہی الفت و محبت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا بحر بیکراں دکھائی دیتا ہے۔ سیاہ فام امریکن و افریقن اپنے سفید فام یورپین بھائی کے گلے ملتے ہیں۔ ان کی خوشی سے شرابور آنکھیں پریم و پیار کے موتی ایک دوسرے پر برساتی ہیں۔ گنگا و جمنا کا ایسا ملاپ صحابہ رسولِ خدا ﷺ کی باہمی الفت کو دلوں میں جاگزیں کر دیتا ہے۔ احمدیت کے 100 سالہ دور کا یہ ماحول نرالا۔ انوکھا مگر قابل تقلید ہے۔

بیا در بزم مستاں تار بینی عالمے دیگر
حوا دیگر ابلیس دیگر آدمے دیگر

(الامام المہدیؑ)

گورے کالوں پر' غربی شرقی پر' عالم نادان پر بادشاہ درویش پر کسی قسم کا کوئی فخر نہیں جتاتا بلکہ ہر ایک اپنے دوسرے بھائی کو روحانی میدان میں اپنے سے افضل و برتر سمجھتا ہے۔ اور لطف کی یہ بات ہے کہ قیام احمدیت سے لیکر تا دم ہنوز اس عالمگیر جماعت کے افراد میں اجتماعات اور دیگر معاشرہ کے اجتماعی مواقع پر ایک بار بھی جنگ و جدل کا ایک واقعہ بھی رونما نہیں ہوا۔ لین دین کے ذاتی معاملات میں اختلاف کا ہونا الگ بات ہے۔

جرأت مندی

مرکز میں بار بار آنے سے فرد کا ایمان وایقان محکم ہوتا ہے جملہ افراد کے خیالات میں یکسانیت اور معاشرہ کے مد نظر مساوات عروج کے کمال کو حاصل کرتے ہیں فرد کے اندر جرأت۔ حوصلہ اور فدائیت کے جذبات پھلتے پھولتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اکیلا دوکیلا فرد مخالفانہ اکثریت میں گھرا ہوا اپنے عقائد کا برملا اظہار کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے۔ بعض دباؤ کی حالتوں میں توریہ و تاویل سے کام لیتا ہے جیسے یورپ میں رہنے والے بعض اکاد کا کمزور مسلمان مسیح علیہ السلام کی دیگر انبیاءٴ پر برتری شیعہ لوگوں کا دیگر مسلم فرقوں سے دبا رہنا اکثر سننے میں آتا رہتا ہے لیکن ہر فرقہ کے افراد اپنے مرکز میں بار بار آمد و رفت رکھنے سے اپنے اندر ایک جرأت اور حوصلہ رکھتے ہیں۔ خاص کر احمدی مسلمان افراد وہ اظہار عقائد میں کسی بھی لعنت ملامت کرنے والے سے توریہ نہیں کرتے بلکہ شہادت کو ترجیح دے دیتے ہیں جیسا کہ حضرت شہزادہ عبد اللطیف رضی اللہ تعالیٰ کو افغانستان میں شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ پاکستان اور بعض دیگر خطوں میں احمدیوں کو محض اختلاف عقائد کی بنا پر شہید کیا جارہا ہے۔ پس فرد کا اپنے مرکز میں آنا جانا اس میں ایمانی جرأت پیدا کر دیتا ہے۔ بعض حالتوں میں احمدی شہادت پاکر اپنے مقصد رب کعبہ کی گود میں آرام پاتا ہے۔

بنیان مرصوص

مرکز میں بار بار آنے سے افراد اور اہل مرکز میں ربط بڑھتا ہے مرکز کی عزت و عظمت اور ظاہری شان و شوکت میں چمک پیدا ہوتی ہے باہر سے آنے والے اہل مرکز کیلئے اور وہ باہر والوں کیلئے تساہل دور کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ جیسے دو چھریاں باہم رگڑنے سے تیز ہوتی ہیں اسی طرح دونوں اطراف کے افراد کے میل ملاپ سے زنگ دور ہوتے ہیں۔

مرکز کی سالمیت۔ فعالمت مضبوطی افراد ، جماعت کے اتحاد و تعاون سے بھی ہوا کرتی ہے جو اپنے مرکز میں آتے۔ بود و باش رکھتے۔ رشتہ ناطے کرتے اور اس کی رونق و آبادی کا موجب بنتے ہیں۔ جہاں فرد اپنی جماعت کی وجہ سے قائم و سرسبز رہتا ہے وہاں جماعت بھی مخلص افراد کی مجموعی قوت سے بنیان مرصوص بنتی ہے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں
تا توانی باجماعت یار باش
رونق ہنگامۂ احرار باش
(اقبال)

افراد قوتِ ایمانی میں جس قدر مضبوط ہوں گے اور جس قدر ان کا جماعت سے پختہ ربط ہوگا جماعت کی عمارت اسی قدر مضبوط مستحکم اور پائیدار ہوگی اس لئے بیرونی احمدیوں کا اپنے مرکز میں بار بار آنا ان کے اپنے ایمان وایقان کیلئے بنیادی بات ہے اور مرکز کی مضبوطی عظمت اور شان کیلئے بھی لازمی امر ہے۔ کیونکہ فرد اور جماعت باہم چولی دامن کا ساتھ رکھتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کیلئے جسم و جان کا سا تعلق رکھتے ہیں۔

(باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

نئے احمدیہ ہسپتال قادیان کی تقریب سنگِ بنیاد

مکرم چوہدری رشید صاحب آرکیٹکٹ لندن نے سنگِ بنیاد رکھا

شہر کے غیر مسلم معززین کی کثیر تعداد میں شرکت

قادیان ۸ر نومبر ۹۸ء آج شہر کے وسط میں بمقام ریتی چھلہ سیدنا حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے احمدیہ شفاخانہ قادیان کی تعمیر نو کیلئے بوقت 3.30 بجے سہ پہر سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں افراد جماعت احمدیہ کے علاوہ شہر کے ہر طبقۂ فکر کے غیر مسلم معززین نے کثرت سے شرکت کی اور جماعت کی اس کارروائی کو سراہا۔ یہ تقریب محترم چوہدری محمد اکبر صاحب ایم اے قائمقام ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم سعادت احمد صاحب جاوید ایڈیشنل ناظر امور عامہ برائے خارجہ نے سرانجام دئے۔ تلاوت قرآن اور اس کے پنجابی ترجمہ کے بعد مکرم چوہدری عبد الرشید صاحب آرکیٹکٹ (لندن) نے مختصراً بیان کیا کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک مذہب اسلام کے دو بڑے مقاصد ہیں۔ ایک تو حقوق اللہ کی ادائیگی اور دوسرے حقوق العباد کا خیال رکھنا۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی کو تو اللہ معاف بھی کر دیتا ہے مگر حقوق العباد کی کوتاہی قابل معافی نہیں ہے۔ اسی جذبہ کے تحت جماعت احمدیہ دنیا کے ہر ملک میں خدمت خلق کے کام سرانجام دیتی ہے خصوصاً افریقہ کے ممالک میں اس کے کئی سکولز کالجز اور ہسپتال ہیں۔ اور اسی جذبہ کے تحت 1991ء میں جب حضور انور قادیان کے جلسہ سالانہ پر تشریف لائے تھے حضور نے یہاں ایک بڑے ہسپتال کی کمی کو بہت محسوس فرمایا اور احمدیہ شفاخانہ کی نئی تعمیر کی منظوری عطا فرمائی جس کے تحت آج ہم اس کا سنگ بنیاد رکھ کر تعمیر کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس ہسپتال کی ایک خصوصیت یہ ہوگی کہ دُنیا کے ڈیڑھ سو سے زائد ممالک کے ایسے ڈاکٹر جو الگ الگ امراض کے ماہر ہوں گے وہ سال میں ایک یا دو دفعہ اپنا وقت دیکر یہاں مریضوں کا علاج کیا کریں گے۔

بعد ازاں مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب قائمقام ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے اپنے خطاب میں بتایا کہ قادیان شہر کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ جماعت احمدیہ کے آباء و اجداد نے آباد کیا اور شروع ہی سے آپ کے خاندان نے خدمت خلق میں اپنا نمایاں کردار ادا کیا ہے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے والد صاحب ایک اچھے طبیب تھے اور شہر واسیوں کا مفت علاج کیا کرتے تھے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی علم طب سے واقف تھے اور شہر کے لوگوں کا اکثر و بیشتر مفت علاج کرتے تھے۔ آج ہم احمدیہ ہسپتال کی نئی بلڈنگ کا سنگ بنیاد جو رکھ رہے ہیں اس میں بھی ہماری غرض یہی ہے کہ نہ صرف قادیان بلکہ اس کے ارد گرد کے دیہات بلکہ امرتسر دہلی سے بھی مریض آکر یہاں شفایاب ہوں۔

آخر میں مکرم سعادت احمد صاحب جاوید نے تمام شہر واسیوں کی آمد پر اُن کو خوش آمدید کہتے ہوئے اُن کے تعاون اور نیک خواہشات کا شکریہ ادا کیا۔ اور درخواست کی کہ وہ معززین شہر جو جماعت کی دعوت پر تشریف لائے ہیں وہ سنگ بنیاد میں ایک ایک اینٹ ضرور رکھیں اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی اور پھر سنگ بنیاد رکھے جانے کی کارروائی عمل میں آئی۔ بعدہ معززین شہر کی مناسب تواضع کی گئی۔

سب سے پہلے محترم چوہدری عبد الرشید صاحب آرکیٹکٹ لندن نے پہلی اینٹ دعاؤں کے ساتھ رکھی پھر محترم چوہدری محمد اکبر صاحب قائمقام ناظر صاحب اعلیٰ نے ان کے بعد جناب ترپت راجندر سنگھ صاحب باجوہ سابق منسٹر پنجاب۔ جناب حکیم سورن سنگھ صاحب صدر اکالی دل بادل۔ جناب اجیت سنگھ C.P.M جناب پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ ممبر سکھ گوردوارہ پربندھک کمیٹی۔ جناب چرنداس صاحب بھاٹیہ صدر ضلع BJP جناب پردیپ سنگھ صاحب۔ جناب گروبندر پال سنگھ صاحب MC جناب بچن سنگھ صاحب۔ جناب امر اقبال صاحب MC جناب امرجیت سنگھ صاحب MC جناب کرنل اوتار سنگھ صاحب کھیرا۔ اور جناب چرن سنگھ صاحب نے علی الترتیب اینٹیں رکھیں۔

اس کے بعد صدر انجمن احمدیہ، مجلس تحریک جدید اور وقف جدید کے ممبران نائب ناظران وافسران صیغہ جات پر چہار حلقہ کے صدران۔ ممبران طبی بورڈ اور محترمہ قائمقام صدر صاحب لجنہ بھارت مکرمہ صدر صاحب لجنہ اماء اللہ قادیان۔ پرنسپل گرلز کالج اور ہیڈ مسٹرس صاحبہ نصرت گرلز سکول نے بنیاد میں اینٹیں نصب کیں۔

اللہ تعالیٰ اس عمارت کو مخلوق خدا کی شفایابی کا مرکز بنادے اور اس کی تعمیر کے مراحل جلد طے ہوں۔ اور ہر قسم کی مشکلات اور پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے آمین۔ سٹیج کی تیاری اور تواضع کا سارا انتظام مکرم حاجی رشید الدین صاحب پاشا صدر عمومی قادیان نے خدام کے تعاون سے نہایت احسن رنگ میں سرانجام دیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(نمائندہ اخبار بدر)

بقیہ صفحہ : ۸

عبرت

دنیا میں بہت سی اقوام پیدا ہوئی بڑھیں پھولیں پھلیں اور ایک عرصہ تک دنیا پر غالب رہیں۔ ان کے دور دراز علاقوں میں بسنے والے افراد اپنے مرکز سے وابستہ رہنے کے سبب سے باعزت طور پر زندہ سلامت اور محفوظ رہے۔ دنیا ان لوگوں کی عزت و احترام کرنے پر مجبور رہی۔ لیکن جب قوم کا مرکز اپنے نصب العین سے اور افراد اپنے فرائض سے غافل ہوگئے مرکز کمزور ہو گیا۔ بعض حالتوں میں ان کے ہاتھوں سے نکل گیا تو وہ قوم منتشر کر دی گئی۔ اسے اس کے مرکز سے نکال دیا گیا۔ اس کے افراد پر قیامت ڈھادی گئی اور بعض خطوں میں وہ قوم مٹا دی گئی۔ تاریخ ایسے عبرت آموز واقعات اپنے سینہ میں محفوظ رکھے ہوئے ہے۔

لہٰذا فرد کا اپنی روحانی احیاء و بقا قائم رکھنے کیلئے مرکز میں آنا جانا اس سے رابطہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ مرکزی تنظیم اور نظام کا بھی فرض ہے کہ متفرق علاقوں میں پھیلے ہوئے افراد جماعت سے متواتر رابطہ قائم رکھے۔ اگر افرادِ قوم اور مرکز کا باہم رابطہ ٹوٹ گیا تو عین ممکن ہے کہ افراد اور مرکز دونوں ہی روبہ تنزل ہو جائیں۔

برصغیر ہندوستان میں مغلیہ شہنشاہیت کا خاتمہ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ جبکہ شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کے دورِ آخر میں مرکزی حکومت از حد کمزور ہو گئی۔ صوبوں اور بیرونی مسلمانوں کا مرکز سے رابطہ ٹوٹ گیا۔ تو شہنشاہ ظفر نے بحسرت کہا۔

اے ظفر! بس ہے تجھی تک اہتمام سلطنت
بعد تیرے نے ولیعہدی نہ نام سلطنت

اسی پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ شہنشاہ ہندوستان ظفر کو بغاوت کے الزام میں گرفتار کر کے وطن سے محروم کر کے نظر بند کر دیا گیا۔ مغلیہ شاہی خاندان کا ایک بچہ بھی زندہ نہ چھوڑا گیا۔

حیف ہے وہ بھی نہ چھوڑی تو نے او بادِ صبا
یادگارِ رونق محفل تھی پروانے کی خاک

ایمان کا تقاضا

ارکان اسلام کا ایک رکن حج بیت اللہ ہے۔ اس کی فرضیت میں ایک راز اور سر یہ بھی نہاں ہے کہ فرد نے جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہو جسے اپنا راہبر پیشوا اور امام تسلیم کر لیا گیا ہو۔ اس کی زیارت کرنا اس کی مولد مسکن مرقد میں حاضر ہونا ایمان کا تقاضا ہے۔ بشرطیکہ اپنے پیر اور مرشد کے مقام تک پہنچنے کیلئے زاد راہ اخراجات سفر رستہ کا امن اور دیگر شرائط ضروریہ کا متحمل ہو۔ ایسا ہی امام مہدی علیہ السلام نے مرکز قادیان میں حاضر ہونے کیلئے شرائط ضروریہ بیان فرمائیں ہیں کہ۔

"اس غرض کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔۔۔۔ کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کیلئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت۔ فرصت۔ عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔۔۔۔۔ ایسے ہر ایک صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادراہ کی استطاعت رکھتے ہیں۔ (آسمانی فیصلہ صفحہ 20)

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے مخلصین کو اپنے مرکز قادیان دارالامان میں بار بار آنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTEED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE-SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

شمس پور (پنجاب) میں پہلی سالانہ احمدیہ مسلم کانفرنس

☆ سرو دھرم سمیلن ☆ احمدیہ مسجد شمس پور اور مشن ہاؤس کا افتتاح ☆ تقریب آمین

☆ [illegible] میں سلائی مشینوں کی تقسیم ☆ جلسہ کی دوردرشن اور اخبارات میں تشہیر

☆ پنجاب کے 13 اور ہریانہ کے 3 اضلاع کے 2 ہزار نو مبائعین کی شرکت

رپورٹ :۔ نصیر احمد بھٹی سرکل انچارج شمس پور۔

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ صوبہ پنجاب کو امسال پنجاب کے تاریخی ضلع فتح گڑھ صاحب کے ایک قصبہ شمس پور میں پہلی کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس کانفرنس کی تیاری کیلئے مکرم تنویر احمد صاحب خادم نگران پنجاب و ہماچل کانفرنس سے ایک ہفتہ قبل تشریف لے آئے اور باقاعدہ پروگرام مرتب کئے۔ اس کانفرنس کے لئے پہلے سے ہی تیاری کر کے پنجاب کے مختلف شہروں میں وال پوسٹر لگائے گئے اور مختلف مذاہب کے علماء و لیڈران او رافسران بالا کو دعوتی کارڈ دیئے گئے۔

مورخہ 25 اکتوبر کو صبح سے ہی پنجاب کے نو مبائعین آنا شروع ہو گئے۔ اس کانفرنس میں بڑی بھاری تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ صوبہ پنجاب کے ضلع گرداسپور۔ امرتسر۔ موگہ۔ فرید کوٹ۔ فیروزپور۔ سنگرور۔ روپڑ۔ چنڈی گڑھ۔ پٹیالہ۔ لدھیانہ۔ جالندھر۔ ہوشیار پور اور ہریانہ کے ضلع جمنانگر۔ انبالہ اور کرنال سے مختلف 55 گاڑیوں (جس میں بسیں ٹرک اور جیسی کاریں شامل تھیں) دو ہزار افراد جلسہ میں پہنچے ان میں تقریباً ساڑھے چھ صد مستورات بھی شامل تھیں۔ آنے والے مہمانوں میں علاقہ کے سابق کانگرس Minister پنجاب سابق M.L.A اور M.C کے علاوہ Chairman کانگرس کمیٹی ضلع پٹیالہ پردھان کسان یونین صوبہ پنجاب پردھان باجی گر سبھا صوبہ پنجاب اور ایک درجن کے قریب دیہاتوں کے پنچ اور سرپنچ صاحبان نے جلسہ میں شرکت کی۔

قادیان کا قافلہ ٹھیک 12.30 بجے محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ و اشاعت کی معیت میں شمس پور پہنچا۔ جہاں پر نگران صاحب پنجاب نے احباب جماعت شمسپور کے ہمراہ معزز مہمانوں کا پرتپاک استقبال کیا اور شمس پور کی ساری فضاء نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر سے گونج اٹھی۔ استقبال کے بعد تمام آنے والے مہمانان کی کھانے اور چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ 1.30 بجے سے 2 بجے تک نماز ظہر و عصر باجماعت ادائیگی کے بعد ٹھیک دو بجے جلسہ کی کارروائی محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ قرآن مجید کی تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نگران پنجاب نے تعارفی خطاب فرمایا بعد ازاں مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم نے جماعت احمدیہ و قومی یکجہتی کے موضوع پر تقریر کی۔

دوسری تقریر عیسائی مذہب کے محترم فادر انائے صادق جی D.S پٹیالہ نے کی ان کے بعد نظم پڑھی گئی۔ بعد ازاں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے سیرت آنحضرت ﷺ کے عنوان پر تقریر کی ان کے بعد گوردوارہ فتح گڑھ صاحب کے ہیڈ گرنتھی گیانی جسوندر سنگھ نے تقریر کی بعد ازاں ہندو مذہب کے پروفیسر اُپ منیو ترویدی صاحب نے تقریر کی۔ اسی طرح جناب سادھو سنگھ دھرسوت سابقہ وزیر پنجاب اور جناب مکھن لال لالکہ پردھان بازی گر سبھا نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور جماعتی نظام اور انتظام کو دیکھ کر جماعت کی تعریف کی۔

آخر میں محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری صدر جلسہ نے علاقہ کی پانچ غریب اور بے سہارا خواتین میں جماعت احمدیہ کی طرف سے سلائی مشینیں تحفتاً تقسیم کیں۔ پنجاب میں قرآن شریف ختم کرنے والے 38 نو مبائعین بچے بچیوں کو گورمکھی ترجمہ والا قرآن شریف دیا گیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ امسال صوبہ پنجاب کے نواحمدی بچوں کا دینی نصاب کا امتحان لیا گیا تھا جس میں صوبہ بھر کے 118 بچوں نے حصہ لیا۔ ان میں اوّل و دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں کو محترم موصوف نے انعامات بھی تقسیم کئے۔ اسی طرح اس موقعہ پر شمس پور میں نئی مسجد کا افتتاح بھی محترم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے کیا۔

ٹھیک 5.30 بجے اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ اس جلسہ کو مقامی اور قومی پریس نے بھی اہمیت دی۔ اللہ کے فضل سے 16 اخبارات نے بڑی بڑی سرخیوں اور فوٹوز کے ساتھ جلسہ کی خبریں شائع کیں۔ جالندھر دوردرشن سے بھی جلسہ کی خبروں کی جھلکیاں دکھلائی گئیں۔

اس جلسہ کی تیاری کیلئے مرکز سے محترم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے دو روز قبل ہی محترم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر کی قیادت میں ایک وفد بھجوایا جس میں مکرم محمد لقمان دہلوی نمائندہ بدر و ہند سماچار گروپ بھی شامل تھے ان سب خدام نے اپنے رفقاء کے ساتھ محنت کی۔ جزاھم اللہ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔

انسانی گردوں کا بیوپار

جاپان کے دار الحکومت ٹوکیو سے شائع ہونے والے روزنامہ اخبار یومیوری شمبن میں ۲۹ ستمبر کو ایک رپورٹ شائع ہوئی کہ حکومت جاپان جلد ہی ایک خوفناک تجارت پر چھاپہ مار کر اسے بند کرنے جا رہی ہے۔ جس کا تعلق ہندوستان اور بنگلہ دیش سے انسانوں کے جسم کے اہم اعضا خاص طور سے گردوں کی خریداری سے ہے۔ اخبار کی رپورٹ میں یہ کہا گیا کہ بڑی تعداد میں جاپانی غیر ملک جا رہے ہیں۔ تاکہ وہاں کے لوگوں خاص طور سے ہندوستان اور بنگلہ دیش سے گردے جیسے اہم اعضا ان لوگوں سے لے سکیں جو اپنی مرضی سے "ان کا عطیہ پیش کر رہے ہیں" اس ساری تجارت میں بہت سے جاپانی ڈاکٹروں کی ملی بھگت ہے۔ یہ ڈاکٹر اپنے جاپانی مریضوں کی بیماری کی کیس ہسٹری تیار کرتے ہیں۔ اور ان ہندوستانی اور بنگلہ دیشی ڈاکٹروں کو بھیج دیتے ہیں۔ جو جاپانیوں کی ٹرانسپلانٹ سرجری کرتے ہیں۔ گزشتہ کئی برسوں سے ہندوستانی اخباروں میں یہ رپورٹیں شائع ہو رہی ہیں کہ کس طرح ہندوستان کے مختلف صوبوں میں غریب لوگوں کو پیسے کا لالچ دے کر ان سے ان کے گردے خرید لئے جاتے ہیں۔ غریب لوگوں کو تو ان کے گردوں کے بدلے بہت کم پیسہ دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ گردے بہت مہنگے داموں پر غیر ملکی مریضوں کو بیچے جاتے ہیں جن کے اپنے گردے بیماری کی وجہ سے بے کار ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں اپنی زندگی بچانے کیلئے کسی دوسرے انسان کا گردہ خریدنا پڑتا ہے۔ چونکہ مغربی ملکوں اور جاپان میں ایسے ڈونر آسانی سے نہیں ملتے جو اپنے گردے دوسرے شخص کو عطیہ میں دے دیں۔ یا بیچ دیں۔ اگر ایسے لوگ ہیں بھی تو وہ گردے کی بہت زیادہ قیمت وصول کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ان ملکوں کے ڈاکٹروں نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ ان غریب پسماندہ ملکوں کی جانب رخ کریں۔ جہاں انسان غریبی کی مجبوری کی وجہ سے اپنا خون گردہ اور دوسرے اعضا بیچنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کی بداخلاقی

ہندوستان اور بنگلہ دیش کو اس دھندے کیلئے منتخب کیا گیا ہے کہ یہاں پر ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کا نظام ایسا ہے۔ کہ جہاں جا کر یہ غیر ملکی اپنا آپریشن کروا کر گردے ٹرانسپلانٹ کروا سکتے ہیں۔ بہت سے پسماندہ ترقی پذیر ملکوں میں تو ٹرانسپلانٹ کرنے کے پورے انتظام ہو سکتے ہیں۔

کچھ ہفتے پہلے ہم سبھی نے ایک روزنامہ اخبار میں یہ سنسنی خیز رپورٹ پڑھی کہ کس طرح ایک نوجوان کا جو پیٹ درد کے علاج کیلئے ممبئی کے ایک ہسپتال میں داخل ہوا تھا۔ ڈاکٹروں نے دھوکے سے آپریشن کر دیا۔ اور بعد میں اسے پتہ چلا کہ اس کا ایک گردہ نکال لیا گیا ہے۔ لیکن اس نوجوان کی پولیس کے پاس کسی طرح کی شنوائی نہیں ہوئی۔ اس غریب کی کوئی نہیں سنے گا۔ اور اسے اپنی تمام زندگی ایک ہی گردے پر گزارنی پڑے گی۔ اس طرح کے سینکڑوں کیس ہندوستان کے بڑے شہروں میں ہر روز ہوتے ہیں۔ بڑے ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کا گروہ باقاعدہ یہ دھندہ کر رہا ہے۔ ہسپتالوں میں معمولی پیٹ کی بیماریوں کیلئے بھرتی ہونے والے غریب لوگوں کو ڈاکٹر پیٹ کا آپریشن کروانے کی صلاح دیتے ہیں اور اسی آپریشن کے بہانے مریض کا گردہ نکال لیا جاتا ہے۔ اور اسے کسی امیر مریض کو بیچ دیا جاتا ہے جو گردے کی بیماری میں مبتلا ہے اور جس کا گردہ بدلا جانا ضروری ہوتا ہے۔ وہ ڈاکٹر جو دین دکھیوں کی ایمانداری سے خدمت کرنے کی قسم کھا کر میڈیکل ڈگری حاصل کرتے ہیں اس طرح کی غیر اخلاقی تجارت کرنے میں مصروف ہیں۔ ٹوکیو کے اخبار کی رپورٹ کے مطابق ٹوکیو یونیورسٹی کی میڈیکل فیکلٹی جیسے مشہور ادارے کے ڈاکٹر بھی اس غیر اخلاقی تجارت میں الجھے ہوئے ہیں۔ (سمیرادیوان سوری (پریس ایشیا انٹرنیشنل)

ارشاد نبوی ﷺ
خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
﴿منجانب﴾
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان-248-1652, 248-5222
رہائش-243-0794، 27-0471

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی ، اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 27-2185, 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096, 26-4696, 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893

نئی قائم ہوئی جماعت میں تربیتی سرگرمی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے منڈل "رگھوناتھ پلی" میں باوجود مخالفت کے تین مندرجہ ذیل جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ ۱-گیٹہ ۲- کوڈور ۳- رامناگوڑم موخرالذکر صرف چند ماہ سے قبل جماعت میں داخل ہوئی ہیں۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ اعلیٰ خلوص اور جذبہ سے جماعت کے کاموں میں دلچسپی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

اِن دنوں مکرم مولوی شیخ نذیر الدین صاحب بذریعہ سائیکل ان تینوں جماعتوں میں باقاعدگی اور جانفشانی سے خدمت اور تعلیم و تربیت کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ صبح ۶ تا ۸:۳۰ بجے تک رامناگوڑم میں۔ بعدہٗ دوپہر نصف گھنٹہ کوڈور میں اور شام کو ۵ تا ۷ گیٹہ میں پڑھاتے ہیں۔ بچوں کی دلچسپی اور جذبے کا خیال رکھتے ہوئے۔ مورخہ ۹۸-۱۰-۲۵ بروز اتوار علمی مقابلہ جات کا پروگرام رکھا گیا۔ چنانچہ گیٹہ سے ۸ کوڈور سے ۹ اور رامناگوڑم سے ۱۵ کل ۳۲ طلبہ حاضر ہوئے۔ جن کے مابین تلاوت۔ نظم۔ نماز سادہ مکمل۔ یسرنا القران و ناظرہ قرآن کریم کا مقابلہ کروایا گیا اور اوّل دوم سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

جلسہ برائے تقسیم انعامات

جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد تلاوت و نظم۔ پہلی تقریر مکرم مولوی شیخ نذیر الدین صاحب کی بعنوان "علم بڑی دولت ہے" ہوئی دوسری تقریر خاکسار نے "نماز کی اہمیت" کے موضوع پر کی آخر میں مکرم صدر صاحب نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا:

"یہاں ہم لوگوں کو نماز تو دور کی بات قرآن کریم اور کلمہ طیبہ تک معلوم نہیں تھا جماعت احمدیہ کی بدولت چھوٹے چھوٹے بچے اور بڑے بھی اسلامی تعلیم سے آراستہ ہوئے ہیں اور نماز سیکھ چکے ہیں آج ہم کو معلوم ہو رہا ہے کہ ہم بھی مسلمان ہیں ہمارے حضور کی دُعائیں ہمارے ساتھ ہیں انشاء اللہ ہم اور بھی آگے بڑھیں گے"

اس کے بعد موصوف نے بچوں میں انعامات تقسیم کئے اور بعد دُعا جلسہ برخواست ہوا۔

(حافظ سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھرا پردیش)

خدام الاحمدیہ پتھ پریم (کیرالہ) کی تبلیغی و تربیتی مساعی

۴ تا ۶ مجلس خدام الاحمدیہ کے صوبائی سالانہ اجتماع میں شمولیت کی غرض سے خدام و اطفال کروائی گئے۔ ۹۸-۹-۱۳ کو دینی نصاب کا امتحان لیا گیا۔ ۹۸-۹-۲۰ کو زعیم مجلس انصار اللہ کے زیر صدارت تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ ۹۸-۹-۲۷ کو سی کے ابوبکر صاحب صدر جماعت پتھ پریم کے زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ مورخہ ۹۸-۹-۱۳ کو چار خدام کے ساتھ دس کلومیٹر دور ترکھلم کوڈ اور مراتھائی میں بیس گھروں اور دوکانوں میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ مورخہ ۹۸-۹-۳۰ کو تین افراد ایک مسلمان ضلع جج کے پاس گئے اور تبلیغی کتب بطور تحفہ انہیں پیش کی گئیں۔ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی میں برکت ڈالے۔

دعائے مغفرت

خاکسار کی خوشدامنہ محترمہ بانو بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب مرحوم آف لکھنؤ مورخہ 17.10.98 صبح سات بجے بوجہ Brain Hemmerage لکھنؤ کے ایک نرسنگ ہوم میں بعمر 76 سال اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دس روز قبل برین ہیمرج کا شدید حملہ ہونے پر مرحومہ کو نرسنگ ہوم میں داخل کروایا گیا۔ ڈاکٹروں کی ہر ممکن کوشش کے باوجود آخر کار منشائے الٰہی غالب آئی۔

"بلانے والا ہے سب سے پیارا۔۔۔ اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اسی روز بعد نماز عصر احمدیہ مسلم مشن لکھنؤ میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد قریب کے ایک قبرستان میں کثیر تعداد کی موجودگی میں مرحومہ کی تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ کو کچھ عرصہ سے ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف لاحق تھی یہی Brain Hemmerage کا باعث بنی۔ مرحومہ مکرم رستم علی خان صاحب شاہجہانپوری کی بیٹی اور مکرم قاضی منظور احمد صاحب ولد قاضی زین العابدین صاحب صحابی آف کپورتھلہ کی بہو تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند۔ نیک سیرت۔ ملنسار مہمان نواز۔ عشق صابر اور حق گو تھیں۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے چار بیٹے (مکرم چوہدری محمد سعید صاحب۔ مکرم چوہدری محمد نسیم صاحب صوبائی امیر یوپی۔ ۳۔ مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب۔ مکرم چوہدری منصور احمد صاحب سیکرٹری مال) اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ سبھی بچے شادی شدہ اور برسر روزگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء کرتے ہوئے انکا کفیل اور کارساز ہو۔ آمین۔

(مظفر احمد اقبال انچارج احمدیہ مرکزیہ لائبریری قادیان)

درخواست دُعا

☆- مکرم سخاوت خان صاحب آف نرگاؤں اُڑیسہ سے اعانت بدر میں -/۵۰ روپے ارسال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مخالفین نے میرے خلاف عدالت میں کیس کر دیا ہے اس میں میرے حق میں فیصلہ کیلئے نیز بڑے بیٹے کو باعزت روزگار ملنے نیز اہل خاندان کی صحت و سلامتی کیلئے احباب جماعت سے خصوصی دُعا کی تحریک ہے۔ (ادارہ)

☆- خاکسار کے بہنوئی غلام احمد خان صاحب ساکن بھونیشور اُڑیسہ گردے کی خرابی کے باعث کافی دنوں سے بیمار چلے آرہے ہیں علاج کے سلسلہ میں ایک ماہ تک دہلی میں قیام کرنا پڑا۔ علاج جاری ہے ان کی کامل شفایابی کیلئے احباب سے دردمندانہ دُعا کی درخواست ہے۔

☆- امیر صاحب صوبہ بہار اور ان کی اہلیہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر اور کامل شفایابی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (نشاط احمد معلم وقف جدید اندرون)

اعلان نکاح

مورخہ ۹۸-۱۰-۱۱ کو عزیز سعید احمد بٹ ابن مکرم حبیب اللہ بٹ صاحب آف آسنور کا نکاح عزیزہ شکیلہ اختر بنت مکرم غلام محی الدین صاحب گنائی ساکن ریشی نگر کے ہمراہ بعوض تیس ہزار روپے حق مہر خاکسار عبدالرشید ضیاء مبلغ سلسلہ نے ریشی نگر میں پڑھایا۔ اس رشتہ کے فریقین کیلئے خیر و برکت کا باعث بننے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ -(اعانت -/۵۰)(عبدالرشید ضیاء مبلغ سلسلہ)

عزیز سید محمد آفاق احمد صاحب کا نکاح نشاط پروین کے ساتھ بعوض -/۲۵۰۰۰ روپے حق مہر پر مولوی محمد اسماعیل صاحب مبلغ سلسلہ بھاگل پور نے بتاریخ ۲/ اکتوبر ۹۸ء بمقام محلہ برہ پورہ گواہان کی موجودگی میں پڑھایا۔ دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ (آمین)(اعانت -/۵۰)(سید عبدالنعیم صدر جماعت برہ پورہ بہار)

درخواست دُعا

میرا لڑکا مسمی فضل احمد شعیب کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال M.B.A. میں داخلہ ملا ہے۔ اس کی نمایاں کامیابی اور ہم سب کی صحت و سلامتی کیلئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر مبلغ ۱۰۰ روپے)

(امۃ النعیم بشیر صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد)

میری بہو راشدہ تنویر ساڑھے چار ماہ قادیان میں قیام کے دوران لڑکے کے تولد کے بعد اب وہ اپنے شوہر کے پاس جدہ جا رہی ہیں۔ ان کے بخیر و عافیت اپنے مقام پر پہنچنے، دونوں بچوں اور ماں باپ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر دین و دنیا کی اعلیٰ نعمتوں سے مالا مال ہونے کیلئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰ روپے)

(محمود رشید سکریٹری تعلیم لجنہ حیدر آباد)

خاکسار کے والد محترم مولوی سید فضل عمر صاحب ریٹائرڈ مبلغ سلسلہ عرصہ دراز سے ہائی بلڈ پریشر اور بندش پیشاب کے مریض ہیں پیشاب کی بندش کا اپریشن ہونے والا ہے۔ اس کی کامیابی صحت تندرستی درازی عمر عطا ہونے کیلئے جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ (سید فضل نعیم احمدی معلم)

دُعائے مغفرت

مکرم محمد عبدالقادر صاحب گڈے آرٹیسٹ ایک ماہ سے بیمار تھے اچانک ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز منگل وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اور ایک اچھے آرٹیسٹ تھے اپنے فن سے بہت نام کمایا اور صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر قادیان دہلی، کشمیر کے نمائش ہال کا کام آپ نے ہی انجام دیا۔ اپنے پیچھے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑے ہیں۔

مرحوم کی مغفرت بلندیٔ درجات اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا ہونے کیلئے نیز پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق پانے کیلئے درخواست دُعا ہے۔

(اعانت بدر -/۱۰۰) رحمت اللہ گڈے)

EXPORTS & IMPORTS

All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)

Contact:

OCEANIC EXIM

57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)

PH: 2805209,2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان : 0092-4524-212515

رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

(091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 Thursday,19th Nov, 1998 Issue No : 47

مین تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ
وَيَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

بتاریخ 7-6-5 دسمبر 1998ء بمقام محلہ احمدیہ قادیان

جلسہ سالانہ

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا 107واں عظیم الشان

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج - جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

تحقیقِ حق اور تعلیم اسلام و صداقت احمدیت معلوم کرنے کا بہترین موقعہ!

107th JALSA SALANA QADIAN

(ANNUAL CONVENTION)

5th - 6th- 7th DECEMBER 1998
SATURDAY -SUNDAY- MONDAY

PROGRAMME

In addition to the soul -inspiring speaches of the Supreem Head of the Jamaat Ahmadiyya which willbe telecast live from London through satelite, erudite scholars of the Jamaat will enlighten the audience upon the following spiritual topics.

1. Our God.
2. Glimpses from the Noble character of The Holy Prophet Mohammad (Peace and Blessings of Allah be upon him)
3. Glimpses from the noble character of the Promised Massiha. (Peace be on him)
4. The Unity and progress of the Muslims is linked with Khelafat-e- Ahmadiyya.
5. The Appearance of Imam Mehdi.
6. The Holy Quran is the Final and permanent code of law.
6. The efforts of Jamaat Ahmadiyya to eradicate evil customs and to bring Humanity into the path (Sunnat) of The Holy Prophet.
7. Sacrifice of Wealth is a vital part of Islamic structure.
8. Status and rights of woman in Islam.
9. The law of Blasphemy in the light of Islamic teachings.
10. Islamic Prayers.

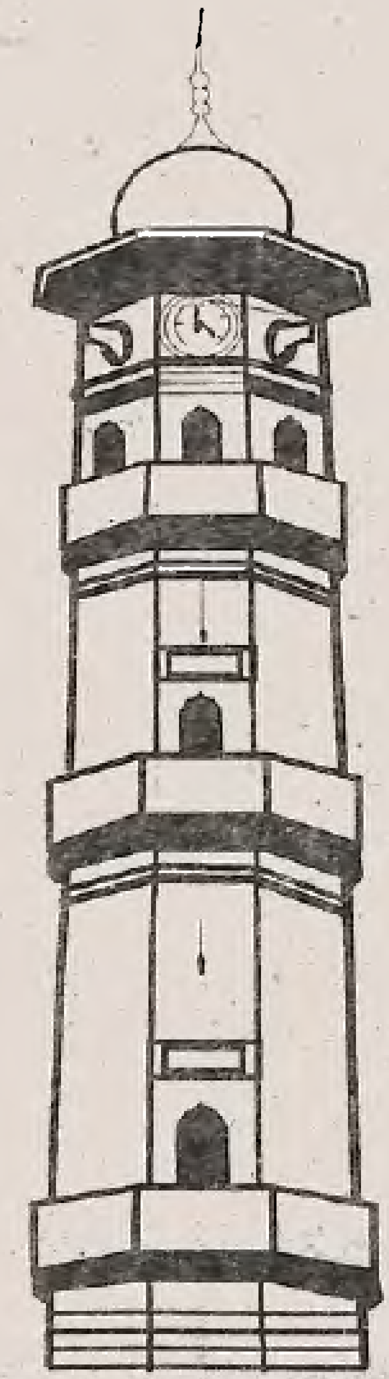

پروگرام

حضرت امام جماعت احمدیہ کے لندن سے براہ راست خطابات بذریعہ سٹیلائٹ کے علاوہ ذیل کے علمی اور دینی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے علماء کرام تقاریر فرمائیں گے۔

ہمارا خدا :۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارہ میں۔

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم :۔ مومنوں سے محبت و شفقت بالخصوص نئے داخل ہونے والوں سے حسن سلوک اور تالیف قلوب۔

سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام :۔ نو مبائعین کی تربیت اور حسن سلوک۔

مسلمانوں کی ترقی اور اتحاد :۔ خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے۔

امام مہدی کا ظہور :۔ آنحضرت ﷺ کی بشارات کی روشنی میں وقت۔ علامات۔ دجال و یاجوج و ماجوج کا ذکر۔

قرآن کریم آخری اور دائمی شریعت ہے۔

بد رسومات کو مٹانے اور سنت نبوی پر چلانے کیلئے جماعت احمدیہ کی کوششیں۔

مالی قربانی دین اسلام کا ایک اہم حصہ ہے :۔ انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں قرآن و حدیث کی تعلیمات اور جماعت احمدیہ میں قائم نظامِ بیت المال اور اس کی برکات کا ذکر اعداد و شمار و واقعات کی روشنی میں۔

اسلام میں عورت کا مقام اور حقوق :۔ خلع طلاق۔ تعدد ازدواج۔ ورثہ۔ بیوہ کی شادی۔ ماں بیٹی بہن اور بیوی کے حقوق۔ آزادی کے نام پر عورتوں کا استحصال

The Law of Blasphemy in the light of Islamic Teachings

اسلامی عبادات :۔

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ضروری نوٹ :۔ (۱) بیرون ہند سے بھی زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے (۲) تقاریر کے دوران کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۳) ہمارا جلسہ خالص روحانی اور مذہبی جلسہ ہے اس تقریب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ (۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ (۵) مردانہ جلسہ گاہ کا پروگرام زنانہ جلسہ گاہ میں بھی سنایا جائے گا۔

الداعی :۔ محمد انعام غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب (بھارت) پن کوڈ ۱۴۳۵۱۶